[illegible] جناب میر محمد [illegible]
ناظر ضیافت ۔ دارالانوار
قادیان
Qadian

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

فاروق

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ مساکین ۔ عام ۔ طلباء ۔ ششماہی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ شعبان ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

زیکوسلواکیہ پر یورپ کی ہولناک جنگ قرآن کے بیان کردہ طریق سے رکی

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور ہمیں بحیثیت جماعت براہ راست سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن بعض موقعوں پر سیاسیات اخلاق کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہیں۔ اور ان سے وابستہ ہو کر مذہب کا بھی جزو ہو جاتی ہیں۔ گو یہ جائز نہیں۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں مولویوں اور ملانوں کا قاعدہ ہے۔ کہ ہر چیز کو کھینچ تان کر

مذہب کا جزو

بنا دیتے ہیں۔ گورنمنٹ نے کوئی رستہ سیدھا کرنے یا سڑک صاف کرنے کے لئے کسی مسجد کے غسل خانہ یا طہارت خانہ کو اپنی جگہ سے ہلایا۔ تو سارے ملک میں شور بپا کر دیا۔ کہ مداخلت فی الدین ہو گئی۔ یہ مذہب نہیں۔ بلکہ مذہب کے ساتھ تمسخر ہے۔ کیونکہ کم سے کم انگریزی گورنمنٹ ایسے تغیرات کسی مذہبی غرض کے ماتحت نہیں کرتی۔ بلکہ تمدنی اغراض کے ماتحت کرتی ہے۔ ہندوؤں مسلمانوں غرضیکہ سب پبلک کے مفاد کے لئے سڑک چوڑی کرنے کی غرض سے کسی پاخانہ کو اگر یہاں سے ہٹا کر وہاں کر دیا گیا۔ تو یہ مداخلت فی الدین نہیں ہو سکتی۔ یہ تو اگر کوئی عقلمند مسلمان حکومت ہو۔ تو وہ بھی کر لے گی۔ مگر یہ لوگ

ہر چیز کو مذہب میں داخل

کر دیتے ہیں۔ حتےٰ کہ کبھی تو یہ فتوے دے دیتے ہیں۔ کہ کانگرس میں شریک ہونا کفر ہے۔ اور کبھی یہ کہ کانگرس میں شریک ہوئے بغیر اسلام باقی نہیں رہ سکتا۔ یہ طریق بالکل ناجائز ہے۔ گو بعض مواقع پر سیاست اور مذہب ایک ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں سیاست کی طرف توجہ کرنا اسلام کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی مواقع میں سے ایک کے متعلق میں آج کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

آج صبح کی خبروں سے جو وائرلیس کے ذریعہ موصول ہوئی ہیں۔ پتہ لگتا ہے۔ کہ

یورپ میں جنگ

کے جو آثار نظر آ رہے تھے۔ اور جن کو دور رکھنے کے لئے برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر چیمبرلین کوشش کر رہے تھے۔ ان کی کوشش کامیاب ہو گئی ہے۔ بظاہر یہ ایک سیاسی چیز ہے۔ مگر جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤنگا۔ اس میں

اسلام کی عظیم الشان فتح

ہے۔ فیصلہ ان اصول پر ہوا ہے۔ کہ یکم اکتوبر کو زیکوسلواکیہ کا جرمن علاقہ جرمنی کے سپرد کر دیا جائیگا۔ تا اس کا چیلنج پورا ہو جائے۔ اور بقیہ حصہ ۱۰ اکتوبر تک آہستہ آہستہ دیا جاتا رہیگا۔ مگر یہ علاقہ اس سے کچھ کم ہے۔ جو جرمن مانگتے تھے۔ باقی جو جھگڑے والا علاقہ ہے۔ یا جو دوسرے ضمنی سوالات یعنی جنگی اور اقتصادی امور حل طلب ہیں۔ مثلاً یہ کہ جو زیک اس علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جائیں گے۔ یا جو جرمن کسی دوسرے علاقہ سے یہاں آئیں گے۔ ان کی جائیدادوں وغیرہ کا کیا بنے گا۔ ان کا ایک کمیشن کے ذریعہ جس میں برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی اور زیکوسلواکیہ کا ایک ایک نمائندہ ہوگا۔ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور کوشش کی جائے گی۔ کہ اکتوبر کے آخر تک یہ سب فیصلہ کر دیا جائے۔ اور ۲۵ نومبر تک کل جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ یورپ کی جنگ کا سوال تھا۔ جو اس وقت ساری دنیا کا مالک سمجھا جاتا ہے اور خالص جنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایشیا کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔

ایشیا قومی لحاظ سے

سیاسی رنگ میں اپنی طاقت کھو چکا ہے ایشیا کا سب سے بڑا ملک، چین ہے۔ جو اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فٹ بال کی گراؤنڈ بنا ہوا ہے۔ اور دوسرا بڑا ملک یعنی ہندوستان اس وقت یورپ کی ایک بڑی قوم کے ماتحت ہے۔ گویا ایشیائی آبادی کا بیشتر حصہ یا تو طاقت سے محروم ہے۔ یا دوسروں کے ماتحت ہے۔ ایشیا میں اگر کوئی طاقت ہے۔ تو وہ جاپان کی ہے۔ اس کے علاوہ ایران۔ افغانستان اور ٹرکی وغیرہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہیں۔ جو اگر اپنی جان بھی بچا سکیں۔ تو غنیمت ہے۔ سائبیریا کا رقبہ بہت بڑا ہے۔ مگر وہ روس کے ماتحت ہے۔ گویا ایشیا کی زمین میں سے ۵/۴ حصہ دوسروں کے ماتحت ہے۔ یا اگر آزاد ہے۔ تو اس کی آزادی برائے نام ہے۔

جیسے چین ہے

اسے اگرچہ آزادی حاصل ہے۔ مگر ایسی ہی جیسی بلی چوہے کو آزادی دیتی ہے۔ وہ اسے پکڑتی ہے۔ اور پھر چھوڑ دیتی ہے۔ مگر جب وہ بھاگنے لگتا ہے۔ تو پھر پکڑ کر ایک چپت رسید کر دیتی ہے۔ تو چین بظاہر تو آزاد ہے۔ مگر مختلف اقوام کے معاہدات کی رو سے وہ کئی ممالک کا غلام ہے۔ اور اس لحاظ سے اسکی حالت ہندوستان سے بھی بدتر ہے۔ ہندوستان میں تو پھر بھی ایک منظم حکومت ہے۔ مگر وہاں اس سے بدتر حالت ہے۔ اب تو خیر اس پر جاپان نے حملہ کر رکھا ہے۔ مگر اس سے پہلے بھی وہ آزاد طاقت نہ تھی۔ تو ایشیا والے ان چیزوں سے فارغ ہیں۔ اور ایسی ہی حالت کو دیکھتے ہوئے کسی دہریہ مزاج دل جلے نے کسی مجلس میں جہاں یہ بات ہو رہی تھی۔ کہ یورپ بہت ترقی کر رہا ہے۔ مگر ایشیا کو ترقی کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ یہ کہہ دیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو یورپ ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ ایشیا کی طرف کیسے دھیان دے سکتا ہے۔ اسے یہ خیال نہ آیا۔ کہ بے شک اللہ تعالےٰ کو یورپ سے فرصت نہیں۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ یورپ دنیوی طور پر اس کے قانون کی پابندی کرتا ہے اور ایشیا نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ جو ہمارے قانون کی پابندی نہیں کرتے۔ انہوں نے ہم کو بھلا دیا۔ اس لئے ہم نے ان کو بھلا دیا خدا تعالےٰ کو بھلانا صرف دینی لحاظ سے ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیوی لحاظ سے بھی ہوتا ہے۔ اور دنیوی لحاظ سے خدا تعالےٰ کو نہ بھلانے والا ہی دنیوی رنگ میں کامیاب ہو سکتا ہے مثلاً

خدا تعالےٰ کا قانون

یہی ہے۔ کہ جو روٹی کھاتا ہے۔ اسی کا پیٹ بھرے گا۔ اور جو نہیں کھاتا۔ اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے۔ اب ایک شخص بہت نمازیں پڑھے۔ روزے رکھے۔ زکوٰۃ دے۔ حج کرے۔ لیکن روٹی نہ کھائے۔ اور کہے۔ کہ خدا تعالےٰ میری طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور میرا پیٹ نہیں بھرتا۔ یا پڑھائی تو نہ کرے لیکن شکوہ یہ کرے۔ کہ دیکھو فلاں شخص نے میٹرک یا بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کر لیا ہے۔ اور میں کودن ہی ہوں۔ تو ہم اسے کہینگے کہ تم احمق نمازی ہو۔ احمق روزہ دار ہو۔ احمق حاجی اور احمق خیرات دینے والے ہو۔ کیا تم کبھی مدرسے گئے۔ یا تعلیم پر کوئی وقت صرف کیا۔ کہ میٹرک یا بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کر سکتے۔ اگر تم نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ تو علم حاصل کیسے کر سکتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دنیوی ترقی کے جو ذرائع مقرر کئے ہیں۔ ایشیا ان کو بھول چکا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اسکو بھلا دیا۔ اس کے برعکس یورپ نے جب خدا تعالےٰ کے قانون کی طرف توجہ کی۔ تو خدا تعالےٰ نے بھی اسکو یاد کیا۔ لیکن اس نے دین کے معاملہ میں خدا تعالےٰ کو بھلا دیا۔ پس اس بارہ میں خدا تعالےٰ نے بھی اسے بھلا دیا۔ بہرحال ایشیا اس وقت سیاسی لحاظ سے خدائی قانون کو توڑ کر اسکی نظروں سے گرا ہوا ہے۔ اور یورپ خدا تعالےٰ کے دنیوی قانون کو پورا کرتے ہوئے دنیوی لحاظ سے اسکی نظروں میں پسندیدہ ہے۔ اس لئے اس کی شان و شوکت کے مقابلہ میں ایشیا کی حیثیت کچھ نہیں۔

زیکوسلواکیہ

ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جو چین کے ایک صوبہ کے برابر بھی نہیں۔ مگر چونکہ یورپ میں ہے۔ اس لئے یورپین حکومتوں کے خون میں فوراً جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے کہہ دیا۔ کہ اگر اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو ہم جنگ کریں گے۔ لیکن چین ایشیا میں ہے۔ وہاں عرصہ سے جنگ جاری ہے۔ اگر اس میں زیکوسلواکیہ کی ساری آبادی کے برابر لوگ ایک دن میں بھی قتل ہو جائیں۔ تو کسی کو فکر نہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اسکی ذمہ واری کس پر ہے۔ کیا یورپ والوں نے ایشیائیوں سے کہا تھا۔ کہ تم اپنی ہمتوں کو پست اور ارادوں کو کمزور کرلو۔ بہرحال زیکوسلواکیہ چونکہ یورپ میں تھا۔ اس لئے یورپین حکومتوں میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے کہہ دیا۔ کہ اگر اس پر حملہ کیا گیا۔ تو لڑائی ہو گی۔ ایک طرف زیکوسلواکیہ کی امداد کے لئے روس اور فرانس نے اعلان کیا۔ تو دوسری طرف اٹلی جرمنی کی امداد کے لئے تیار ہو گیا۔

انگلینڈ نے صلح کرانے کی کوشش کی

مگر یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اگر فرانس کو جنگ میں شامل ہونا پڑا۔ تو ہم لازماً اپنے دوست کی امداد کریں گے۔ ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ اس معاملہ میں انگریزی حکومت بالخصوص وزیر اعظم نے جو کوشش کی ہے۔ اس کے متعلق عام طور پر یہی احساس ہے۔ کہ اس نے کمزوری اور بزدلی دکھائی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جب اس جھگڑے کی ساری تاریخ پڑھی جائے۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کوئی کمزوری یا بزدلی نہیں دکھائی۔ اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ زیکوسلواکیہ کی حکومت بنانے میں انگریزی قوم کا کوئی دخل نہ تھا۔

زیک بڑی جنگجو قوم ہے

کسی زمانہ میں اس نے وسطی یورپ میں زبردست حکومت قائم کی تھی۔ اور کئی سو سال تک ان کی بادشاہت رہی۔ لیکن بعد میں آسٹرین حکومت نے اسے فتح کر لیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کا کچھ حصہ آسٹریا کچھ جرمنی اور کچھ ہنگری نے ملا لیا۔ اور اس طرح یہ لوگ قریباً ایک ہزار سال تک غلام رہے اٹھارویں صدی میں انہوں نے تعلیم کی طرف توجہ کی۔ اور علم کی وجہ سے ان میں بیداری پیدا ہونے لگی۔ اور اس وجہ سے انہوں نے حقوق مانگنے شروع کئے۔ اور اس کے لئے جدوجہد کرنے لگے۔ اور اس طرح سو سال تک لڑتے جھگڑتے رہے۔ اتنے میں ان کی خوش قسمتی سے جنگ عظیم شروع ہوئی۔ تو ڈاکٹر بینز اور بعض دوسرے لیڈروں نے اپنے اہل ملک کو اکسایا۔ اور انہوں نے مزید جوش کے ساتھ جدوجہد جاری کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صلح کے معاہدہ کے وقت فرانس وغیرہ کی مدد سے وہ ایک علیحدہ حکومت قرار دے دی گئی۔ امریکہ کے پریذیڈنٹ ولسن نے جنگ کو ختم کرنے کے لئے یہ اصول قائم کیا تھا۔ کہ کسی کو یہ حق نہیں۔ کہ

کسی دوسری قوم پر حکومت

کرے۔ ہر قوم کو اس کا علاقہ دے دیا جائے۔ لیکن صلح کے وقت اس اصول پر عمل نہیں ہوا۔ فرانس اور برطانیہ نے افریقہ کے سارے علاقے آپس میں بانٹ لئے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ان کے نزدیک ایشیائی انسان ہی نہیں ہیں۔ پھر بعض ملکوں میں وہ مربی بن گئے۔ عراق کے مربی انگریز اور شام کے فرانسیسی ہو گئے۔ گویا یہ ممالک یتیم تھے۔ جن کے لئے کسی نہ کسی مربی کی ضرورت تھی۔ جو ان کی نگہداشت کرے۔ فلسطین والے یتیم رہ گئے تھے۔ ان کے مربی بھی انگریز بن گئے تو گویا کچھ ممالک کو تو یتیم قرار دے کر ان کے لئے مربی مقرر ہو گئے۔ اور کچھ ایسے تھے جن میں رہنے والوں کو آدمی نہیں بلکہ جانور سمجھا گیا۔ اور ان کے متعلق یہی فیصلہ ہوا۔ کہ ان کو باہم بانٹ لیا جائے۔ چنانچہ افریقہ کے کچھ علاقے برطانیہ نے اور کچھ فرانس نے لے لئے۔ اور یہ ایک

نہایت ظالمانہ فعل

تھا۔ جو ان حکومتوں سے سرزد ہوا۔ دیانتداری کو اگر ملحوظ رکھا جائے۔ تو یہی فیصلہ کرنا پڑیگا۔ کہ لڑے بھڑے بغیر کوئی کسی کو اپنے ماتحت نہیں کر سکتا۔ افریقہ کے حبشی تو کسی سے لڑے نہیں تھے۔ وہاں سے اگر جرمنوں کو نکالنا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ ان کو آزاد کر دیا جاتا۔ یہ عذر کہ وہ حکومت کے قابل نہ تھے۔ بالکل غلط ہے۔ جرمن ہمیشہ یہ کہتے ہیں۔ کہ انگریز حکومت کے نااہل ہیں۔ اور اسی طرح ہر قوم اپنے آپ کو ہی سلطنت کا اہل سمجھتی ہے۔ اگر اس بنا پر کہ دوسری کے نزدیک وہ حکومت کی اہل نہیں۔ کسی قوم کو حکومت سے محروم کر دینے کا اصول مان لیا۔ تو چاہیئے۔ کہ انگریز بھی حکومت سے دست بردار ہو جائیں۔ کیونکہ جرمنوں کی رائے میں وہ اس کے قابل نہیں۔ کیا انگریز اس کے لئے تیار ہیں۔ کہ اہل جرمنی ان پر حکومت کریں۔ کیا فرانسیسی اسے پسند کریں گے۔ کہ ان پر جرمن حکمران ہوں۔ اور اسی طرح کیا یہ سب ممالک اس بات کو مان لیں گے۔ کہ ان پر امریکہ کی حکومت ہو۔ ہر قوم اپنا قومی غرور رکھتی ہے۔ اور خیال کرتی ہے۔ کہ میں دوسرے سے برتر ہوں۔ تو کیا اس وہم کی بنا پر اسے دوسروں پر حکومت کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر تو سوال یہ ہوتا۔ کہ افریقہ کے لوگ جرمنی یا انگلستان پر حکومت کریں۔ تب تو بے شک یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ وہ جاہل ہیں۔ لیکن ان کو اپنے ملک میں اور اپنے جیسوں پر حکومت کرنے دینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ کیونکہ جن پر حکومت کی جاتی ہے۔ وہ بھی تو کوئی تعلیم یافتہ نہیں۔ بلکہ جاہل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی ہیں۔ جب تعلیم یافتہ اقوام کو اپنے ملک پر حکومت کا حق ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جاہلوں کو اپنے ملک میں حکومت کے ناقابل قرار دیا جائے۔

جو حقوق عورتوں کو حاصل ہیں

ان سے زمینداروں کو اس بناء پر محروم کر دیا جائے۔ کہ وہ جاہل ہیں۔ قانون اور شریعت ہر خاوند اور ہر بیوی کو یکساں حقوق دیتے ہیں۔ ایک مزدور کی بیوی کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو ایک عالم یا جرنیل یا بادشاہ کی بیوی کو دیئے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جاہل خاوند اور عالم خاوند کو اپنی اپنی بیوی پر یکساں حقوق دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر زمیندار ان پڑھ ہے۔ تو اس نے معاملہ بھی تو اپنی ان پڑھ بیوی کے ساتھ ہی کرنا ہے۔ اسی طرح افریقہ کے لوگ جاہل ہی سہی۔ مگر کیا وہ اپنے اوپر حکومت کے بھی اہل نہیں۔ آخر جب یورپ کے لوگ وہاں نہیں پہنچے تھے۔ تو وہ اپنا گزارہ کرتے ہی تھے۔ وہی صورت اب بھی ہو سکتی تھی۔ کسی دوسری قوم کو کیا حق ہے۔ کہ کسی دوسرے ملک میں جا کر بزور قوت نوآبادیاں قائم کرے۔ تو یہ نہایت ظالمانہ فعل تھا۔ جو یورپ نے

غرور کے نشہ میں

کیا۔ اس نے بعض اقوام کو تو آدمیوں میں شمار نہیں کیا۔ بلکہ جانور سمجھ کر آپس میں بانٹ لیا۔ بعض کو آدمی تو قرار دیا۔ مگر یتیم۔ جن کے لئے مربیوں کی ضرورت تھی۔ جو ان کو کھلائیں پلائیں۔ اور ان کی جائیدادوں کا انتظام کریں۔ یہ تو ایشیا کے ساتھ سلوک ہوا۔ لیکن یورپ والوں کو آدمی سمجھ کر حقوق دے دیئے گئے۔ اور اس طرح عملاً اس اصول کی خلاف ورزی ہوئی۔ جو مسٹر ولسن نے صلح کے لئے تجویز کیا تھا۔ اور اسی کے نتیجہ میں جرمنی کا کچھ علاقہ چھین کر زیکوسلواکیہ کے ساتھ ملا دیا گیا۔ اس حکومت کے بنانے میں در اصل

فرانسیسیوں کا دخل

تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ جرمنی ہمارا پرانا دشمن ہے۔ اس لئے اس کے پہلو میں ایک ایسی حکومت قائم کر دی جائے۔ جو ہماری دوست ہو۔ تو جب جرمنی کے ساتھ جنگ ہو۔ تو وہ حکومت ایک طرف سے حملہ کر دے۔ اور ہم دوسری طرف سے کریں۔ اسی طرح ایک پولش حکومت بھی بنائی گئی۔ لیکن مثل مشہور ہے۔ کہ "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے"

جرمن قوم کے متعلق خدائی فیصلہ

یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے رکھے گا۔ اور اس لئے یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ کوئی اسے چکھ سکتا۔ پہلے اٹلی میں مسولینی پیدا ہوا۔ اس کے بعد جرمنی میں ایک شخص آگے آیا۔ جسے اسکی قوم فیوہرر یعنی لیڈر کہتی ہے۔ یہ شخص پہلے فوج میں دفعدار کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور جنگ عظیم سے پہلے یہ ایک معمولی ڈرافسین تھا۔ اور انجینیر کے زیر ہدایت نقشے تیار کیا کرتا تھا۔ جنگ کے بعد اس کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ پریذیڈنٹ ولسن نے تو تحریک کی تھی۔ کہ اگر جرمنی لڑائی چھوڑ دے۔ تو صلح ان اصول کے ماتحت کی جائے گی۔ کہ کوئی قوم دوسری قوم کو اپنے ماتحت نہ رکھے۔ لیکن ہمارے ملک کا ایک حصہ تو زیکوسلواکیہ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کا کسی کو حق نہ تھا۔ اور اس نے اعلان کیا۔ کہ ہم اسے واپس لیں گے۔ اسی طرح اس نے بعض اور باتیں بھی سوچیں۔ پھر اس نے اس سوال پر غور کرنا شروع کیا۔ کہ لڑائی میں ہمیں

شکست کیوں ہوئی

اور آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ یورپین اقوام نے جو ہمارے خلاف لڑ رہی تھیں۔ یہودیوں کو رشوت دے کر ملک کے اندر فساد برپا کرا دیا تھا۔ انہوں نے یہودیوں کو اکسایا۔ اور ان سے وعدہ کیا۔ کہ تمہیں فلسطین میں آباد کیا جائے گا۔ تم کوشش کرو۔ کہ جرمنی کی طاقت کمزور ہو جائے چنانچہ وہ روپے والے لوگ تھے۔ جس طرح یہاں ساہوکار جس طرف چاہیں۔ زمینداروں کو ہانک کرے جاتے ہیں۔ انہوں نے جرمنی میں فساد پیدا کر دیا۔ اور ایجی ٹیشن شروع کرا دی۔ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ جنگ میں ہماری کمزوری کا موجب در اصل یہودی تھے۔ اور اس لئے اس نے اپنی انجمن کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی رکھا۔ کہ ہم کسی غیر ملکی کو اپنے ملک میں نہیں رہنے دیں گے۔ مہمان کے طور پر تو رہ سکتا ہے۔ لیکن مستقل طور پر یہاں سکونت اختیار نہیں کر سکتا۔ ووٹ نہیں دے سکتا۔ حکومت میں کوئی حصہ نہیں لے سکتا۔ اور نوکری وغیرہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس نے اپنی انجمن کے لئے پچیس نکات مقرر کئے۔ جن میں سے کئی ایسے ہیں جو

اسلامی تعلیم کے مطابق

ہیں۔ اور وہی در اصل اسکی برکت کا موجب ہوئے ہیں۔ مثلاً فیوہرر نے ایک مقصد اپنا یہ بھی رکھا۔ کہ ہم سود کی لعنت کو ملک سے رد کریں گے۔ اور اس یورپ میں جس کا تمام کاروبار ہی سود پر چل رہا ہے۔ اس نے بنکوں وغیرہ پر ایسا تصرف قائم کیا ہے۔ کہ سود کو بہت محدود اور کم کر دیا ہے۔ اگرچہ کلی طور پر دور کرنے کی توفیق اسے تا حال نہیں ملی۔ جب فیوہرر ان خیالات کو لے کر کھڑا ہؤا۔ تو چونکہ جرمن قوم میں ابھی بیداری موجود تھی۔ وہ ایک زندہ قوم تھی۔ تعلیم بھی موجود تھی۔ اسلیئے لوگ آناً فاناً اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جبکہ بویریا میں ان کی تعداد ابھی سو کے قریب ہی تھی۔ وہ ان کو لے کر برلن کی طرف چل پڑا۔ اسے اس قدر وثوق تھا۔ کہ لوگ اس کے ساتھ خود بخود شامل ہو جائیں گے۔ کہ تعداد کی اس قدر کمی کے باوجود وہ ڈرا نہیں۔ لیکن پولیس نے آ کر اسے گرفتار کر لیا۔ غالباً سنہ ۲۳ء یا سنہ ۲۴ء میں وہ قید ہؤا۔ اور اس سے اگلے سال معافی کا اعلان ہو گیا۔ قید سے نکل کر اس نے پھر کوشش شروع کی۔ قوم زندہ اور بیدار تھی۔ اور گو اسکی باتیں نئی تھیں۔ مگر مذہب نہیں بدلا گیا تھا۔ کہ لوگوں کو یہ جدت ناگوار گذرتی۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اسکی طاقت روز بروز بڑھنے لگی۔ سنہ ۲۶ء میں اسکی پارٹی کے دو آدمی پارلیمنٹ میں آئے۔ سنہ ۲۹ء میں بارہ۔ اور سنہ ۳۲ء میں ۲۲۰ اور سنہ ۳۳ء میں حکومت ہی اس کے قبضہ میں آ گئی۔ اس کے پچیس نکات میں سے ایک یہ تھا۔ کہ ہم آسٹریا کا الحاق کریں گے۔ چنانچہ وہ اس میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنے ملک کے دوسرے حصوں کو واپس لینے کی طرف توجہ کی۔

میں بتا یہ رہا تھا۔ کہ فیوہرر کے نکات میں سے بعض اسلام کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ ایک تو یہی کہ اس نے سود کو کم کیا ہے۔ اور اسے دور کرنے کی فکر میں ہے۔ اسکی یہ بات اسلامی تعلیم کے قریب لانیوالی ہے اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ انہی قوموں کو برکت دے رہا ہے۔ جو اسلامی تعلیم کے قریب آ رہی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ فیوہرر کو برکت مل رہی ہے۔ پھر اس نے عورتوں کے متعلق یہ حکم دیا ہے۔ کہ ان کو گھروں میں بٹھاؤ۔ اور اگرچہ

اسلامی پردہ

تو اس نے قائم نہیں کیا۔ مگر ان کا مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط۔ ناچ۔ گانوں میں شامل ہونا وغیرہ باتوں کی ممانعت کر دی ہے۔ اور حکم دیا ہے۔ کہ عورتیں گھروں میں بیٹھیں۔ شادیاں کریں۔ اور بچے جنیں۔ جو مرد عورت شادی کریں۔ ان پر ٹیکس میں کمی کر دی جاتی ہے اور جب بچوں کی ایک خاص تعداد ہو جائے۔ تو خاص انعام دیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی اسلامی اصل کے مطابق ہے۔ کیونکہ اسلام رہبانیت کو دور کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پھر اس نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ موجودہ عیسائی مذہب نے ہم کو کمزور کر دیا ہے۔ یہ مذہب دنیا کی نجات کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور اسلیئے ہم اسے مٹائینگے۔ چنانچہ جرمنی میں عیسائیت پر سختیاں کی جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ پوپ ہمیشہ فیوہرر کے خلاف اعلان کرتا رہتا ہے۔ تو اسلام کی کئی باتیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہودیوں نے جو جرمنی کو تباہ کیا تھا۔ اس وعدہ پر کہ انہیں فلسطین میں آباد ہونے کا موقعہ مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست بدلہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جرمنی سے نکلوایا۔ اور جرمن قوم کو پھر ایک زبردست سلطنت عطا کر دی۔ فیوہرر کی تحریک کو کئی رنگ میں اسلامی تعلیم کے ساتھ تعلق تھا۔ اور اس نے جو کام کیا ہے۔ وہ اسلام کی تعلیم کو دنیا کے زیادہ قریب کرنے کا موجب ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے طاقت دی۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ کہ

مسیح موعود کے زمانہ میں دجال

آپ ہی آپ گھٹتا جائے گا۔ اور اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ عیسائیت سے تعلق رکھنے والوں کے دلوں سے اسکی عظمت اُٹھ جائے گی۔ یہ ساری علامتیں وہی پیشگوئیاں ہیں۔ جو احادیث میں موجود ہیں۔ اور پوری ہو رہی ہیں۔

فلسطین میں یہودیوں کو جگہ ملنا

بھی حدیث کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دجال کے ساتھ یہودی پھر فلسطین میں داخل ہوں گے۔ اب دیکھ لو۔ یہودی داخل ہو رہے ہیں یا نہیں۔ پھر دیکھ لو۔ کن کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ عیسائی حکومتوں کے ساتھ۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے دجال کے ساتھ فلسطین میں داخلہ کی پیشگوئی صاف الفاظ میں فرما دی تھی۔

اب میں وہ اصل مضمون بیان کرتا ہوں۔ جس کی طرف آج کے خطبہ میں توجہ دلانا چاہتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹۲۴ء میں میں نے جو

کتاب احمدیت یا حقیقی اسلام

لکھی تھی۔ اس میں میں نے بالوضاحت بتایا تھا۔ کہ لیگ آف نیشنز کا قیام غلط اصول پر ہے۔ قرآن کریم نے جو لیگ پیش کی ہے۔ یہ لیگ اس کے خلاف بنائی جا رہی ہے۔ اور جب تک اس میں اصلاح کر کے قرآن کریم کی بتائی ہوئی لیگ قائم نہیں ہوگی۔ دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم نے لیگ کے لئے جو اصول رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم اصل یہ ہے۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے۔ تو اسکا ہاتھ روکو۔ مظلوم کی مدد کرو۔ اور دوسرا یہ کہ یہ مت کرو۔ کہ ظالم پر فتح پانے کے بعد تم اسے لوٹنے لگو۔ صرف اتنا کرو۔ کہ مظلوم کا حق اسے دلوا دو۔ میں نے اپنی اس کتاب میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ لیگ آف نیشنز نے قرآن کریم کے اس حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ یعنی جرمنی کے بعض علاقے اس سے چھین کر دوسروں کو دے دیئے گئے ہیں۔ اور میں نے وضاحت سے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ چونکہ یہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کے نتیجہ میں

دنیا میں امن نہیں ہوگا

پھر یہ شرط رکھی گئی ہے۔ کہ لیگ کے کاموں میں فوج استعمال نہیں کی جائے گی۔ میں نے لکھا تھا۔ کہ یہ اصول بھی غلط ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ فوج کے بغیر لیگ کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور آج چودہ سال بعد واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ قرآن کریم نے جو بات پیش کی تھی۔ اور جس کے متعلق مجھے یہ فخر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سِر قرآنی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مجھ پر کھولا ہے آخر سچی ثابت ہوئی۔ آج جو امن قائم ہوا ہے۔ وہ اسی وجہ سے ہوا ہے۔ کہ

فرانس اور برطانیہ

نے اپنی افواج کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور ان کو باہر نکالا۔ جس سے فیوہرر کو یہ خیال ہوا کہ اب سنبھل کر چلنا چاہیئے۔ ورنہ لاکھوں جانیں ضائع ہوں گی۔

پس آج وہ لیگ کامیاب ہوئی ہے۔ جو قرآن کریم نے پیش کی تھی۔ اور جسے بیان کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دی تھی۔ نہ وہ جو یورپ والوں نے بنائی تھی۔ اور چونکہ قرآن کریم کا یہ اصول برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر چیمبرلین کے ذریعہ پورا ہوا ہے۔ اس لئے انہیں بزدل کہنا غلطی ہے۔ اگر تو انگریزوں نے زیکو حکومت کی بنیاد رکھی ہوتی۔ تو یہ اعتراض ان پر ہو سکتا تھا۔ کہ اسے چھوڑتے کیوں ہو۔ مگر انگریزوں نے تو اس وقت بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ یہ غیر طبعی تقسیم ہے۔ جن لوگوں سے یہ علاقے چھینے گئے ہیں۔ انہوں نے اگر لڑائی کی۔ تو ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ اور جو ذمہ دار نہیں۔ اس پر اعتراض کیسا۔ ہاں اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ تو

فرانس پر

کہ جس نے یہ حکومت بنوائی تھی۔ اگر بزدلی ہے۔ تو اسکی جس نے پہلے حکومت قائم کرائی اور جب اس کے لئے مصیبت کے دن آئے تو پیچھے ہٹ گیا۔ اسکی مثال تو وہی ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ کوئی پٹھان تھا۔ جس نے بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں۔ جیسے فوجی لوگ اوپر اٹھا کر رکھتے ہیں۔ وہ بھی رکھتا تھا۔ اور اس وجہ سے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوا۔ کہ میرے سوا کسی کو مونچھیں اونچی کرنے کا حق ہی نہیں بازار میں چلتے چلتے ذرا کسی کے بال کھڑے دیکھے۔ خواہ کپڑا لگنے سے ہی ہو گئے ہوں۔ تو جھٹ اسے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ کہ کمبخت مونچھیں نیچی کرتا ہے یا نہیں۔ شہر والے اسکی ان حرکات سے سخت تنگ تھے۔ مگر جرأت نہیں کرتے تھے۔ کہ اسے کچھ کہیں۔ ایک شخص نے ارادہ کیا۔ کہ میں اسے سیدھا کروں گا۔ چنانچہ اس نے گھر میں بیٹھ کر مونچھوں کے بالوں کو خوب پالنا شروع کر دیا۔ اور خوب موم لگا لگا کر ان کو اونچا کرتا رہا۔ اور پھر ایک روز خوب اکڑ کر اور تلوار وغیرہ لگا کر بازار میں آیا۔ کسی نے خانصاحب کو بھی خبر کر دی۔ وہ بہت جز بز ہوئے۔ اور اسے کہا۔ کہ کمبخت مونچھیں نیچی کرتا ہے یا نہیں۔ تجھے معلوم نہیں۔ کہ یہاں سوائے میرے کوئی مونچھیں اونچی نہیں رکھ سکتا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ تم کون ہو۔ میرا حق ہے۔ کہ مونچھیں اونچی رکھوں۔ بلکہ میں تم کو کہتا ہوں۔ کہ تم فوراً مونچھیں نیچی کر لو۔ نہیں تو تمہاری میری جنگ ہوگی۔ اور فیصلہ تلوار سے ہوگا۔ اس پر خانصاحب نے بھی تلوار سنبھالی۔ لیکن قبل اس کے کہ لڑائی شروع ہو۔ اس شخص نے کہا۔ کہ خانصاحب۔ مجھے ایک خیال آیا ہے لڑائی میں اگر آپ مارے گئے۔ تو آپ کی بیوہ اور بچے یتیم ہو جائیں گے۔ اور پھر طرح طرح کے مصائب اٹھائیں گے۔ اور اگر میں مارا گیا۔ تو میرے۔ اسلئے بہتر ہوگا۔ کہ آپس میں لڑنے سے قبل پہلے اپنی اپنی بیوی اور بچوں کا صفایا کر دیا جائے۔ تا ہماری وجہ سے انہیں تکلیف نہ ہو۔ خانصاحب فوراً آمادہ ہو گئے۔ گھر میں گئے۔ اور سب کو ہلاک کر کے آئے۔ ہاتھ میں تلوار تھی۔ جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور آتے ہی اس سے کہا۔ کہ آؤ اب فیصلہ کر لیں۔ لیکن اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں خانصاحب میں نے سوچنے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ مجھے اپنی مونچھیں نیچی کر لینی چاہئیں۔ آپ ہی اونچی رکھیں۔ میری رائے اب بدل گئی ہے۔ تو وہی کام فرانس نے کیا ہے۔ پہلے تو ایک قوم بنوائی۔ حالانکہ اس وقت انگریز اور امریکہ سب اس بات کے خلاف تھے۔ لیکن جب وہ قوم تیار ہو گئی۔ اور ادھر سے جرمن تیار ہوئے۔ کہ ہم لڑتے ہیں۔ تو

فرانس نے جھٹ مونچھیں نیچی کر لیں

اور بیچ میں آ کر کہدیا۔ کہ نہ لڑو۔ مگر اتنی کسر رہ گئی۔ کہ اس شخص نے تو دشمن کو اپنی تدبیر سے نقصان پہنچایا تھا۔ فرانس نے خود اپنے دوستوں کو نقصان پہنچایا ہے پس اگر اس میں کسی پر الزام آسکتا ہے تو فرانس پر۔ انگریزوں پر نہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ گذشتہ چند سالوں میں

پنجاب میں بعض انگریزوں نے

ہمارے ساتھ نہایت ہی گندہ رویہ اختیار کئے رکھا ہے۔ اور بہت بُری فطرت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور اسکی سزا ان لوگوں کو مل بھی رہی ہے۔ اور انشاء اللہ اور بھی ملتی رہے گی۔ اور اس امر کا ثبوت ہو گی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے زمینی ہتھیاروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود آسمانی حربوں سے ان کا بدلہ لیتا ہے۔ مگر باوجود ان حالات کے ہم یہ نہیں کر سکتے۔ کہ سب انگریزی قوم کو بُرا کہیں۔ اور ان کے اچھے افراد کی خوبیوں کا اعتراف نہ کریں۔ مسٹر چیمبرلین نے ستر سال کی عمر میں جس درد کے ساتھ تکلیف کو برداشت کر کے امن قائم کرنے کی کوشش کی ہے وہ انگریزی قوم کے لئے باعث فخر ہے۔ اور مسٹر چیمبرلین کی عزت کو بڑھانے کا باعث۔ انہوں نے قطعاً کوئی بزدلی نہیں دکھائی۔ پارلیمنٹ میں انہوں نے جو تقریر کی۔ وہ بہت ہی شریفانہ تھی۔ آپ نے کہا۔ کہ ہمیں آج سے بیس سال قبل چاہیئے تھا۔ کہ ایک قوم کو دوسری کے ماتحت نہ کرنے دیتے۔ پھر اس بیس سال کے عرصہ میں کئی مواقع آئے۔ مگر ہم نے اس کا ازالہ نہ کیا۔ اور اس ظلم کو یونہی رہنے دیا۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو با اخلاق آدمی کے منہ سے ہی نکل سکتی ہے۔ اور گو وہ سچے مذہب پر قائم نہیں ہیں۔ لیکن ان کی اس تقریر سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے۔ کہ ان کے اندر

شرافت اور خوفِ خدا

ضرور ہے۔ آج ہی میں نے ان کی تقریر کا ایک اور فقرہ سنا۔ ان کے ملک میں بھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ بڈھا بزدل ہے۔ بلکہ مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ اسے الگ کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ لوگ مجھ پر اعتراض کر رہے ہیں۔ اور میرا عمل یہ ہے کہ میں نے سخت مصیبت اٹھا کر آگ میں سے ایک چیز نکالی ہے۔ اور وہ دنیا کا امن ہے۔ تم مجھے بے شک گالیاں دے لو۔ مگر میں نے یہ کام کیا ہے۔ کہ دنیا میں امن قائم کر دیا ہے۔ اور دنیا کو بہت بڑی تباہی سے بچا لیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کئی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ اگر اب جنگ ہوئی۔ تو نہایت خطرناک ہو گی۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ ایک دو سال میں ہی دس بیس بلکہ پچاس کروڑ آدمی مارا جائے۔ اور گو یہ جنگ ہو کر تو رہے گی۔ کیونکہ پیشگوئیوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ مگر اسے بھڑکانے والے خطرناک مجرم ہونگے۔ اور اگر اس کے آثار دیکھتے ہوئے برطانوی وزیر اعظم نے کوشش کی۔ کہ یہ جنگ ٹل جائے۔ اور اس بناء پر کی۔ کہ ایک قوم کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ تو اس کی یہ کوشش بہت قابل قدر ہے۔ اور اس کے ذریعہ قرآن کریم کے اصول غالب آئے ہیں۔ اور ہمیں یہ موقعہ ملا ہے۔ کہ

ہم یورپ سے کہیں

کہ تم نے سینکڑوں سال کے تجربہ کے بعد ایک لیگ قائم کی۔ لیکن غلام ہندوستان کے شہروں سے دور ایک گاؤں سے جہاں گو اب گاڑی آ چکی ہے۔ مگر اس وقت نہیں تھی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ایک غلام نے یہ آواز اٹھائی۔ کہ میرے آقا نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر جو تعلیم دی تھی۔ تم اس کے خلاف چل رہے ہو۔ اس لئے اسکا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑیگا۔ اور اس آواز کے چودہ سال بعد تم نے اپنے عمل سے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ تمہارا فیصلہ غلط تھا۔ اور امن قائم کرنے کا وہی طریق ہے۔ جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ اور جسے اس کے ایک خادم نے چودہ سال پہلے پیش کیا تھا۔ یعنی یہ کہ جب تم ظالم کو دبا لو۔ تو یہ نیت مت کرو۔ کہ اب موقعہ ہے اسے مٹا دیں۔ صرف مظلوم کا حق اسے دلوا دو۔ اور بس۔ اگر جنگ عظیم کے بعد اس تعلیم پر عمل کیا جاتا تو نہ زیکوسلواکیہ کی یہ حکومت قائم ہوتی۔ نہ مسولینی اور فیوہرر پیدا ہوتے۔ اور نہ نئی جرمنی معرض وجود میں آتی۔ اور نہ اس جنگ کے آثار نمودار ہوتے۔ جو بظاہر ایک دن واقعہ ہو کر ہی رہیگی۔ اور جس کی تباہی کا خیال کر کے بھی انسان کا دل کانپ جاتا ہے۔ (الفضل) *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

خدا نے اپنا مرسل ہم میں بھیجا

(از مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ

ایک خدا کا رسول تمہارے پاس آیا ہے۔ جو تم ہی میں سے ہے۔ جو چیزیں تم کو دکھ دیتی ہیں وہ اسکو دکھ دیتی ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتا۔ کہ تمہیں تکلیف ہو۔ اسے ہر وقت یہ تڑپ لگی رہتی ہے۔ کہ تمہیں نفع پہنچے۔ پھر جو لوگ اسکو سچے دل سے مان لیتے ہیں۔ اور اس کے منشا کے موافق کام کرتے ہیں۔ ان پر وہ بہت ہی مہربان ہے۔

یہ آیتیں میں اسی رنگ جوش اور خوشی میں تم کو سناتا ہوں۔ جس رنگ اور خوشی سے پہلی مرتبہ صحابہ رضؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنی تھیں۔

یہ آیتیں سورہ توبہ کی آخری آیتیں ہیں۔ اس سورہ کو غور سے پڑھو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس میں منافقوں اور مومنوں کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ اور بتایا ہے۔ کہ کس طرح آیات اللہ پر ایمان لانا چاہیئے۔ اور جان و مال اور وطن اللہ کی راہ میں قربان کر دینا چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر طرفۃ العین کے لئے دیر روا نہ رکھی جائے۔ چونکہ یہ امور اور اسی قسم کی دوسری باتیں بظاہر ایک سست طبیعت اور انبیاء و مرسل کی سچی اطاعت کے ذوق سے ناواقف انسان پر گراں گذر سکتی ہیں۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہ رسول تمہارے نقصان کے لئے کوئی بات نہیں کہتا۔ جو کچھ تمکو سکھاتا ہے۔ اس میں تمہاری ہی بھلائی اور دکھوں سے نجات ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

پس اگر ان میں سے کوئی تیری بات نہ مانے۔ تو کہدے۔ حسبی اللہ میرے لئے اللہ بس ہے۔ اگر کوئی بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تب بھی میں کامیاب ہوں گا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اس نے اب ارادہ فرمالیا ہے کہ جھوٹے خدا فنا ہو جائیں۔ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ میرا بھروسہ اس پر ہے۔ کوئی اسکو جیت نہیں سکتا۔ وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

اللہ تعالےٰ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسقدر یقین ہے۔ اور اپنی کامیابی اور اشاعت توحید کا کسقدر علم اور بصیرت ہے۔ وہ اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

یہ بڑی پکی بات ہے۔ اور اس میں ذرا بھی شک شبہ نہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین تھے۔ اب یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کوئی نبی اس قسم کا آپ کے بعد اندر سے یا باہر سے آجاوے جس نے آپ سے فیض نہ پایا ہو۔ اگر کوئی اس قسم کا ایمان رکھے۔ کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی نبی اس قسم کا آسکتا ہے۔ یا آنے کا اعتقاد رکھے۔ کہ جو آپ سے فیض حاصل نہ کرے۔ وہ کافر اور لعنتی ہے۔ اور ایسا ہی اگر کوئی ولی۔ غوث۔ قطب یہ دعوےٰ کرے۔ کہ جو کچھ اسے ملا ہے۔ وہ بلا توسط آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے ملا ہے۔ تو یاد رکھو۔ وہ انسان شیطان ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس امر پر مہر کردی۔ اور فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ آئندہ کوئی شخص مکالمات الٰہیہ کے فیض سے فیضیاب ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے اتباع سے فیض حاصل نہ کرسکے۔ جیسے فرمایا۔ قُل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ پس توریت اور انجیل اور صحائف انبیاء جو پہلے آئے تھے۔ وہ سب اپنے لانے والوں کے ساتھ ہی فنا ہو گئے۔ اور ان کے فیض و فضل کے درخت خشک ہو گئے۔ ان سے کوئی فیض نہیں مل سکتا۔ اب خدا نے یہی پسند فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابدالآباد کے لئے زندہ رسول اور قرآن زندہ کتاب رہے جس کا پھل تازہ بتازہ اور درخت سرسبز رہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود باوجود ہمیشہ زندہ ہے۔ اسلیئے آپ کے برکات اور فیوض ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔ کوئی شخص فاتبعونی کے حکم کی تعمیل کر کے دیکھ لے۔ میں کھول کر کہتا ہوں۔ اور دعوےٰ سے کہتا ہوں۔ (جس کے زندہ دلائل میرے پاس موجود ہیں۔ ہاں وہ آیت اور حجت جو اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے۔ آج ہم میں خدا کے فضل سے موجود ہے) کہ آج اس دنیا میں اس زمین پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا دوسرا نام نہیں۔ جس کے طفیل خدا خوش ہو سکتا ہو؟ وہ دلیل وہ خدا کی آیت جو میرے اس دعوےٰ پر روشن حجت اور گواہ ہے وہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

(خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھ ہوں۔ آمین) ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کا موعود قرآن لیکر آیا تھا۔ اسی طرح پر قرآن میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلسلہ نبوت کے احیاء اور زندگی کے ثبوت کے لئے یہ وعدہ فرمایا تھا۔ کہ چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء موسوی خلفاء کے مقابل پر بھیجا جائے گا۔ جو شانِ احمدؐ کا بروز ہوگا۔ اور یوں اس میں شانِ نبوت جلوہ گر ہوگی۔ کیونکہ وہ آپ ہی کے قدم پر چودھویں صدی میں واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق کے تزکیہ کے لئے آئیگا۔ اسکی شانِ نبوت ختم نبوت کو مضر نہیں۔ بلکہ ختم نبوت کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کی مہر نبوت سے آئیگا۔ البتہ یہ مہر اس حالت میں ٹوٹ جاتی۔ جب ایک شخص خدا تعالےٰ کے ختم کئے ہوئے خاندان اسرائیل میں سے آتا۔ اور اپنی مستقل نبوت لیکر آتا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو بے شک نہ صرف ختمیت کی مہر ٹوٹتی۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی رسالت اور نبوت پر خطرناک حملہ کیا جاتا۔ اب تو آنے والا آنحضرت صلعم کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو کر آیا ہے۔ اور اس کا دعوےٰ ہے۔ کہ جو شخص یہ دعوےٰ کرے۔ کہ بلا استفادہ آنحضرت صلعم کوئی روحانی کمال حاصل کر سکتا ہے۔ وہ لعنتی ہے میں ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں نے جو اپنی غلطی سے یہ مان رکھا ہے۔ کہ عیسیٰ ابن مریم جیتے جاگتے اس جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے۔ اور پھر آئیں گے۔ یہ جھوٹا اعتقاد ہے۔ اس سے اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسکی پاک کتاب کی توہین اور بے عزتی ہوتی ہے۔ خدا نے اس سارے کارخانہ کی عزت رکھنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر اپنا موعود بھیجا۔ جس کا آنا آنحضرت کا آنا لکھا ہے۔ کیونکہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا وہ معلم اور مزکی ہو کر آیا ہے۔ اب مرزا غلام احمدؐ قادیانی (ایدہ اللہ بنصرہٖ) کا اپنے دعوےٰ مسیحیت و مہدویت میں نبوت کا رنگ لے کر آنا میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے اثبات کے لئے ہے۔ اس سے رسول اللہ صلعم کی شان بڑھتی ہے۔ اور آپ کی حیات پر مرزا غلام احمدؐ علیہ السلام کی بعثت ایک آیت اور گواہ ہے۔ واویلا اور ہلاکت ہے اس کے لئے کہ جو اس آیت کا انکار کرے۔ کیونکہ اس کے انکار سے رسول اللہ صلعم کا انکار لازم آتا ہے۔

کوئی انصاف سے بتائے۔ کہ اس نے کیا دعوےٰ کیا۔ کیا یہی نہیں کیا۔ کہ رسول اللہ صلعم کے سچے اتباع اور قرآن شریف پر عمل کرنے سے خدا میرے ساتھ بولتا ہے؟ آتھم کا جو نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اور اس نے پیشگوئی کی۔ اسکی کیا جڑ تھی؟ ہمیں کوئی بتائے اور دکھائے۔ کہ کیا اس میں یہ لکھا تھا۔ کہ آتھم مجھے نہیں مانتا۔ اسلیئے اس لئے یہ پیشگوئی کرتا ہوں۔ یا یہ تھا۔ کہ اس نے معاذاللہ آنحضرتؐ کو اپنی کتاب میں دجال لکھا ہے۔ پس وہ تو اثبات نبوت محمدیہؐ علیہ التحیۃ والسلام کے لئے تھی۔ پھر ہمیں کوئی بتائے۔ کہ کیا لیکھرام کی پیشگوئی اسلیئے تھی۔ کہ اس نے آپ کو نہ مانا تھا۔ یا اسلیئے۔ کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں۔ جن کے تصور سے بدن کانپتا اور اس امر کے ثبوت کے لئے یہ اشعار آپ کے کافی ہیں۔

خدا زاں سینہ بیزار است صدبار
کہ ہست از کینہ داران محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ
ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

کاش کوئی ان امور میں غور کرتا۔ تو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ اسکی جوتیوں کا تسمہ کھولنے میں اپنی سعادت سمجھتا۔ اور اسکی خاکِ پا کو سرمہ بنا کر رکھتا۔ دیکھو اور سنو! یہ وقت بجز یزداں ہاتھ نہ آئے گا۔ اور یہ مبارک دن پھر نہ ملیں گے۔ مبارک وہ جو اسکی قدر کرتے۔ اور حسرت ان پر جو ہنسی میں اس رسول کی باتوں کو اڑانا چاہتے ہیں۔

اے ناقدر شناس قوم! سن اور یاد رکھ۔ کہ وہ تیری جور و جفا پر بھی تجھے عزیز رکھتا اور کہتا ہے

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعویٔ حب پیمبرم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان آیتوں کا نزول جس طرح صحابہ رضؓ کے لئے خوشی کا موجب ٹھہرایا۔ آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اس پاک وحی کو پڑھتے ہوئے ہم بھی وہی لطف اور ذوق محسوس کرتے ہیں۔ جو صحابہ نے کیا تھا۔ کیونکہ تیرہ سو برس کے اندر کسی کو یہ موقعہ نہیں ملا۔ کہ کوئی شخص ممبر پر کھڑا ہوا پڑھ رہا ہو۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم اور خدا کا مرسل و مامور اس کے سامنے موجود ہو۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ یہ مبارک دَور ہمیں ملا۔ خدا کا مرسل ہم میں ہے۔ اور ہم اسی ذوق سے پڑھتے ہیں۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔

جنہوں نے اسکو قبول کیا۔ اور خدا کے فضل سے مانا ہے۔ وہ اسکی اطاعت کر کے دیکھیں۔ کہ یہ ان پر کسقدر مہربان اور رحیم ہے۔

تم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑی بھاری ذمہ واری کا بوجھ اٹھایا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور گناہوں سے بچنے کا اقرار کیا ہے۔ اب اگر اپنے اس اقرار کو مضبوط نہ کروگے۔ اور اس پر عمل نہ ہوگا۔ تو یاد رکھو کہ سزا زیادہ ہوگی۔ کیونکہ تم پر حجت پوری ہو چکی۔ اسکی سچائی تم پر کھل گئی۔ پھر خدا کے مرسل کی شناخت کے بعد اگر وہی گندگی رہی۔ تو یہ خدا سے استہزاء ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو جیسے خوش ہونا چاہیئے۔ کہ خدا نے اپنا مرسل ہم میں بھیجا۔ اور اپنے فضل سے اسکی شناخت کی توفیق فرمائی۔ ویسی ہی یہ جاں فرسا فکر و غم ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ ایسی توفیق دے۔ کہ اسکی سچی اطاعت کریں۔ اور گناہ سے پاک کر کے اس کے نمونہ پر چلائے۔ تاکہ دنیا بھی گواہی دے۔ کہ یہ احمدی ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ اس وقت بڑا خوفناک وقت ہے۔ طاعون پھیلتی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے کلام اور دھمکیوں کو دیکھ کر کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ جو کشتی اس امام نے تیار کی ہے۔ وہ ان لوگوں ہی کے لئے ہے۔ جو اپنے آپ کو اس کے قابل بنائیں۔ اور وہ امر اپنے اندر پیدا کریں۔ جو کشتی نوح میں تعلیم کی ہے۔ خدا کی نظر کے سامنے تیار شدہ کشتی میں وہی سوار ہوگا جس کے دل کو اللہ تعالےٰ دیکھ لیگا۔ کہ یہ بچ کر فساد فی الارض نہ کرے گا۔ خدا ارادہ فرما رہا ہے۔ کہ احمدی قوم کو خلیفہ بنائے اور ساتھ ہی کہتا ہے۔ لننظر کیف تعملون

اے احمدی قوم اپنے آپ کو سنوار۔ یہ خوف جو اس وقت ہو رہا ہے۔ یہ اصلاح کے لئے ہے۔ صحابہ نے جو سلوک کی منزلیں طے کی تھیں۔ وہ اسی سے تھیں۔ کہ ان کو بڑے بڑے درد اور دکھ دیئے گئے۔ قتل کئے گئے اور چکی کی طرح مصائب میں پیسے گئے۔ پھر جب جا کر تزکیہ ہؤا۔ اسی طرح اب خدا تعالےٰ ان دکھوں اور مصائب سے اسی طرح صاف کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ فتنہ و فساد بے حیائی اور اتلاف حقوق باقی نہ رہے۔ اگر اب بھی کوئی فسق کا شعبہ باقی رہا۔ تو خدا ایسے شخص کو کاٹ ڈالے گا۔ کیونکہ وہ گندی بوٹی ہے۔ جو دوسرے کو نقصان پہنچائے۔ اسے باغبان رکھ نہیں سکتا۔ اچھی اور خوشبودار بوٹیاں بنو۔ اور اللہ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ تقوےٰ و طہارت اختیار کرو۔ ایسا ایمان پیدا کرو۔ جس میں کوئی فسق نہ ہو۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے۔ کہ ہم ایسا چال چلن اختیار کریں جو امام کا منشاء ہے۔ آمین۔

(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

مسیح موعودؑ اس زمانہ کا نبی اور رسول ہے

اخبار "پیغام" سے تعلق رکھنے والوں کا حلفیہ بیان

اخبار "پیغام" مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۳ پر اہل پیغام نے متعلق رسالت و نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ ذیل جو حلفیہ شہادت دی تھی۔ وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمین اولین میں سے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدسؑ ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے تھے۔ اور آج آپ کی متابعت میں دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالےٰ چھوڑ نہیں سکتے۔"

اس حلفی بیان کے بعد دوبارہ "پیغام" مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء پر زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ اعلان کیا۔ "معلوم ہؤا ہے۔ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے۔ کہ اخبار "پیغام" کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار "پیغام صلح" کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔"

اے اہل پیغام! کیا اب بھی تمہارا یہی ایمان ہے؟ یا ارتداد کر کے سلب ایمان کا موجب بن گئے ہو۔ آہ صد آہ!

مسیح موعودؑ درحقیقت نبی اللہ ہے

(از مولوی عمر الدین صاحب احمدی شملوی)

جس مسئلہ پر میں نے قلم اٹھایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب کا یہ ایمان کہ قرآن نے چونکہ تکمیل شریعت کر دی۔ لہٰذا اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ محض غلط ہے۔ اور اس غلطی کی وجہ مواہب الرحمٰن کی عبارت کو نہ سمجھنا ہے۔ اور یہ نہ سمجھنا بھی تجاہل عارفانہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ میں پہلے مضمون میں دکھا چکا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھول کھول کر اس عقیدہ کا ہمیشہ ابطال کیا ہے۔ ہاں مولوی محمدؐ علی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ میں نے "النبوۃ فی الاسلام" میں شہادت القرآن کا جواب دے دیا۔ اس لئے کیوں اس پر غور نہیں کیا۔ سو میں قدرے اس کے متعلق بھی عرض کرتا ہوں۔

بنی اسرائیل میں بلا کتاب نبیوں کے آنے کی تشریح — مولوی صاحب نے میرے پیش کردہ حوالہ شہادت القرآن کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ:۔

اول۔ "ان الفاظ کے معنی کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ ہم صرف یہ کریں گے کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے۔ اور کتاب سے مراد یہاں ایسی کتاب لی جائیگی۔ جس میں نئی شریعت ہو۔"

دوم "مذکورہ بالا تحریر میں حضرت مسیح موعود نے رسولوں اور نبیوں کا ذکر مع ان لوگوں کے کیا ہے۔ جو بنی اسرائیل میں نبی کے نام سے موسوم ہو جاتے تھے۔ مگر جن کی نبوت محض لغوی معنوں میں تھی۔"

سوم۔ "یہ کہ تجدید انبیاء کے کاموں سے صرف ایک کام ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۹۰)

امر اول کا جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ مولوی صاحب نے خود ہی اس کا جواب اپنی کتاب میں اس طرح دے دیا ہے۔ کہ:۔

"علاوہ تجدید کے حقیقی انبیاء کے سپرد کچھ اور کام بھی ہوتے ہیں۔ اور ان کاموں میں سے ایک کام ...... تکمیل شریعت اور تکمیل ہدایت ہے۔ جو وہ بذریعہ کتاب کرتے ہیں۔ جو ان کو دی جاتی ہے۔" (ایضاً صفحہ ۹۱ و ۹۲)

گویا حقیقی انبیاء ضرور ایسی کتاب لاتے ہیں۔ جو تکمیل شریعت کرتی ہے۔ اور جواب اول میں مولوی صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ:۔

"ان الفاظ کے معنے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ ہم صرف یہ کریں گے۔ کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے۔"

اب اگر وہ نبی ایسے تھے۔ کہ نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ تو پھر وہ حقیقی نبی نہ ہوئے کیونکہ حقیقی نبی ان کے خیال میں وہ ہے۔ جو تکمیل شریعت و ہدایت کرنے والی کتاب لائے۔ اور تکمیل شریعت تو تب ہی ہوگی۔ جب نئے احکام شریعت وہ خدا سے لائے۔ پس ان کا پہلا جواب خود ان کے اپنے الفاظ سے ہی باطل ہو گیا۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے تو ان انبیاء کے لئے کتاب کی مطلقاً نفی کر دی ہے۔ اور ایسی نفی سے جو لا نبی بعدی کی نفی جنس سے بھی زیادہ سخت نفی ہے۔ کیونکہ نفی کتاب کے ساتھ ان انبیاء کے ظہور کا مقصد بجائے تکمیل شریعت کے یہ بتایا ہے کہ:۔

شریعت کامل تھی۔ وہ اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ بلکہ محض خادموں کی طرح کمربستہ بخدمت تورات تھے۔ اور مجدد شریعت موسوی تھے۔ کیا وہ شخص جو شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے وہ محض تجدید کرنے والا کہلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ وہ تو صاحب شریعت بنی ہی کہلائے گا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کی صورت میں اس پر ایک حکم شرعی کے آجانے پر بلکہ صرف اس قدر وحی پانے پر کہ جبرئیل یہ کہدے۔ کہ اے مسیح تو قرآن کی پیروی کر۔ اسے صاحب شریعت بنی فرض کیا ہے۔ اور مولوی محمدؐ علی صاحب نے بھی بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح وہ انبیاء جو تکمیل شریعت کریں۔ بلا شُبہ صاحب شریعت نبی ہوں گے۔ اور ان کی کتابیں شریعت کی کتابیں ہوں گی۔ اور یہ مولوی صاحب تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ شریعت کی کوئی کتاب ان کے ساتھ نہ تھی۔ پس جبکہ وہ محض مجدد شریعت ہونے کے باوجود نبی تھے۔ تو کیوں مسیح موعود جو مجدد اعظم اور تمام نبیوں کا موعود و آخر الزمان ہے۔ نبی نہیں۔

تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب تو جبکہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے یہ غلط تاویل بھی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ تو افسوس ہے۔ کہ ان کو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی یہ صحیح تاویل کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی صاحب شریعت ایسا نبی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا غلام نہ ہو۔ ہرگز نہ ہوگا۔ کیوں صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ تلک اذا قسمتہ ضیزی۔

امر دوم کا جواب یہ ہے۔ کہ مسیح موعود نے جن انبیاء کا ذکر کیا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جن کا حسب تجویز مسیح موعود اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی آیات وقفینا من بعدہٖ بالرسل اور ثم ارسلنا رسلنا تترا میں ذکر کیا ہے۔ اب اگر قرآن میں نام کے نبیوں کا ہی توریت کے مجدد ہونے کی حیثیت سے آنے کا ذکر ہے۔ تو آپ سچے۔ ورنہ یہ تو سخت خبیث عقیدہ ہے جو آپ نے ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے توان کو جھوٹے نبی بھی قرار دیا ہے۔ مسیح موعود نے جنہیں ایمان کے پھیلانے اور زندہ کرنے والے اور خدا کا چہرہ دکھانے والے قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ نبی تھے اور محدث تھے۔ وہ سچ مچ رسول و نبی اور محدث تھے۔ نہ کہ برائے نام لغوی نبی۔

امر سوم کا جواب یہ ہے۔ کہ بلا شُبہ انبیاء (تشریعی اور غیر تشریعی) کے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے۔ لیکن یہی کام اکثر نبیوں کا ہے۔ اور بہت بڑا کام ہے۔ اس کے سوا صرف کامل شریعت لانا یا بعض احکام شریعت لانا۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرنا ہی رہ جاتا ہے۔ اور یہ بہت سے کام صرف "صاحب شریعت" بنی کا ایک کام ہیں۔ اور دوسرا کام تجدید شریعت ہے۔ جو بذریعہ وحی ربانی اور زبردست آسمانی نشانوں کے کیا جاتا ہے۔ آخر آپ نے بھی تو حقیقی نبیوں کے لئے صرف یہ کام زائد بتایا ہے۔ کہ وہ تکمیل شریعت کرتے ہیں۔ سو ہم مان لیتے ہیں۔ کہ یہ کام وہ بنی نہیں کرتے۔ جو مجدد شریعت سابقہ ہوتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل جن کا ذکر ہو چکا۔ پس آپ کی ساری کھینچ تان کا یہ نتیجہ کہ انبیاء کے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے۔ ہمارے لئے مضر نہیں۔ کیونکہ انبیاء کے اندر تشریعی اور غیر تشریعی سب داخل ہیں۔ ہاں اگر آپ یہ دکھادیں۔ کہ وہ انبیاء جو کوئی کتاب نہیں لائے تھے۔ محض مجدد شریعت موسوی تھے۔ ان کے بہت سے کاموں میں سے تجدید ایک کام ہے۔ جیسے اس امت کے مجدد کرتے ہیں۔ اور وحی اور الہام جو ان انبیاء کو بغرض تجدید ہوتا ہے۔ وہ اس امت کے مجددوں کو نہیں ہوتا۔ یا ہوتا ہے۔ توان سے کم۔ تب آپ کا اعتراض صحیح ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ ایک تنکے کا سہارا ہے۔ جو آپ کو لے ڈوبا۔ اور اب بچاؤ کی صورت یہ ہے۔ کہ آپ حبل اللہ قرآن مجید مجید کو پکڑ لیں۔ ولبس۔

مواہب الرحمٰن کی عبارت کا صحیح مطلب

حضرت مسیح موعودؑ کی اصل عبارت جس سے مولوی صاحب نے تجاہل عارفانہ کے طور پر یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ تکمیل شریعت کے بعد کوئی بنی نہیں آسکتا۔ حسب ذیل ہے:۔

"انا مسلمون نؤمن بکتاب اللہ الفرقان ونؤمن بان سیدنا محمدًا نبیہٗ ورسولہ وانہ جاءَ بخیر الادیان ونومن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہٗ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہٗ وعدہٗ وللہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھٰذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القراٰن اکمل وطر الشریعۃ۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶-۶۷)

ترجمہ:۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہم اللہ کی کتاب فرقان پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس کے بنی اور رسول ہیں۔ اور سب دینوں سے بہتر دین کے ساتھ آئے ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ سوائے اس کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ ہے۔ اور آپ کے وعدے کے مطابق ظاہر ہُوا۔ اور اس امت میں سے اپنے اولیاء کے ساتھ خدا تعالےٰ کے مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں۔ اور وہ اولیاء اللہ انبیاء کا رنگ دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اولیاء فی الحقیقت نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو پورا کر دیا ہے۔

اس عبارت میں جملہ "فان القراٰن اکمل وطر الشریعۃ" بہت ہی قابل غور ہے۔ اور صرف اسی ایک جملہ کی وجہ سے مولوی صاحب نے دھوکہ کھایا ہے۔ یا دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب کے خود ساختہ اصل کے مطابق تو زیر بحث عبارت کا منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ:۔

چونکہ قرآن کامل ہے۔ لہٰذا اس امت میں سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

مگر یہ تو قرآن کا نقص ہُوا۔ کہ وہ اپنے پیروؤں کو باوجود خود کامل بلکہ اکمل ہونے کے بھی کامل نہیں کر سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود نے ایسے لوگوں کو بے ایمان اور اندھے قرار دیا ہے۔ جو یہ اعتقاد ظاہر کریں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا۔ جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعوےٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں۔ یہ کفر ہے۔ مَیں کہتا ہوں۔ کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو...... خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے۔ کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق حالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۱۴)

پھر آگے فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ جبکہ کہتے ہیں۔ کہ اس امت میں سے عیسےٰ ابن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا تھا۔ اسلئے ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر اسی اسرائیلی عیسےٰ کو کسی وقت خدا تعالےٰ دوبارہ دنیا میں لائے گا۔ اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں۔ بلکہ دو گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (۱) اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے۔ کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہٗ نبوت پایا۔ اس کے مقابلہ پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیروی کرے۔ تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخشتی۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۳۹)

یہاں حضرت مسیح موعود نے توریت کی پیروی سے حضرت عیسےٰ کے بنی ہونے کو ذکر کرکے اس کے مقابل پر آنحضرت صلعم کی اتباع سے نبی نہ ہو سکنے کے اعتقاد کو مولوی صاحبان (جن میں مولوی محمدؐ علی صاحب بھی داخل ہیں) کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ہتک قرار دیا ہے۔ اور درحقیقت یہ آنحضرت صلعم اور آپ کی کتاب کامل کی ہتک ہے۔ پس مولوی صاحب کے معنے کمال قرآنی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہیں۔ اور ہمارے طریق پر زیر بحث عبارت مواہب الرحمٰن کے یہ معنے ہیں۔ کہ:۔

چونکہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کی کتاب قرآن مجید کامل کتاب ہے۔ اسلئے آپ کی امت میں سے ہزارہا اولیاء اللہ ہوئے۔ جو انبیاء کی مانند ہیں۔ اور ان میں سے ایک وہ بھی ہُوا ہے۔ جو سچ مچ بنی ہے۔ اور انبیاء بنی اسرائیل کے ایک عظیم الشان نبی عیسےٰ علیہ السلام سے بھی افضل نبی ہے۔

ہمارے ان معنوں کی تائید عبارت زیر بحث کے مندرجہ ذیل الفاظ سے صاف طور پر ہوتی ہے:۔

"وانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہٗ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہٗ وعدہٗ"

اور ہمارے بیان کردہ معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کا ایسا کمال ثابت ہوتا ہے۔ جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ برخلاف اس کے مولوی محمدؐ علی صاحب مذکورہ بالا فقرے کے کچھ معنے کر ہی نہیں سکتے۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ بحث میں اس فقرہ کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ بچارے کریں بھی تو کیا کریں۔ کیونکہ الفاظ ایسے صاف ہیں۔ کہ ملحدانہ تاویل کی گنجائش ہی باقی نہیں۔ اور یہ فقرہ ان کے بیان کردہ معانی کے ساتھ کسی طرح چسپاں ہوتا ہی نہیں۔ چنانچہ اگر جملہ لیسوا نبیین فی الحقیقۃ کو صرف مثیل انبیاء و اولیاء کے ساتھ رکھنے کی بجائے جملہ لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہٗ کے ساتھ بھی لگایا جائے جیسا کہ مولوی صاحب کا منشاء ہے۔ تو اس جملہ کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ (۱) "آنحضرتؐ کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی بنی نہیں سوائے اس نبی کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ ہے۔ اور آپ کے وعدے کے موافق ظاہر ہُوا ہے۔ لیکن وہ سچ مچ بنی نہیں ہے"۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ معنے ایسے ہیں۔ کہ اس کا پہلا حصہ دوسرے حصہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ معنے غلط محض ہیں۔

مثال۔ چونکہ بغیر مثال پیغامی دماغوں میں یہ سیدھی بات بھی سماتی ہوئی مجھے نظر نہیں آتی۔ اس لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جو ہو بہو مواہب الرحمٰن کی عبارت کی طرح ہے۔ وہو ہذا۔

"اس (خدا) تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں۔ مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے۔ (اور تمام نبوتیں اور کتابیں جو پہلے گزر چکیں۔ ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی۔ اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی۔ جو اس میں موجود نہیں۔ اسلئے اس نبوت پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبیوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف بنی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور بنی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے" ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔

(الوصیت صلا و ۱۲)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ قرآن جو کامل ہے۔ اس کا کمال یہی ہے۔ کہ اس نے وصول الی اللہ کا ایک ایسا دروازہ کھولا ہے۔ کہ جس سے انسان باوجود امتی ہونے کے نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور یہ نبوت وہ نبوت ہے۔ کہ جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اتفاق ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود عٰ فرماتے ہیں:۔

"ایسی صورت میں یہی خرابی نہیں تھی۔ کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی"۔

پس مواہب الرحمٰن کی عبارت کے جو الوصیت کی عبارت محولہ بالا کی مانند ہے۔ یہ معنے کرنا کہ چونکہ قرآن کامل ہے۔ لہٰذا اس امت کے اولیاء میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلعم کے کمال فیضان اور قرآن مجید کی برکت کاملہ کا انکار کرنا ہے۔ اور فرقان مجید کی قوت تاثیر اور آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ کو ناقص ٹھہرانا ہے۔ لہٰذا مولوی محمدؐ علی صاحب کے معنے قطعاً باطل ہیں۔

مسیح موعود سچ مچ بنی ہے

جس عبارت سے مولوی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ مسیح موعود نبی اللہ نہیں۔ بلکہ دیگر اولیاء اللہ کی طرح صرف مثیل انبیاء ہیں۔ مواہب الرحمٰن کی اسی عبارت سے ثابت یہ ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود در حقیقت بنی اللہ ہیں۔ مگر ذرا تدبر درکار ہے۔ سنئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی بنی نہیں۔ سوائے ایک بنی کے جو آپ کے فیض سے پرورش یافتہ اور آپ کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوئے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"اولیاء اللہ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الہٰیہ ہوتا ہے۔ اور وہ رنگ انبیاء دیئے جاتے ہیں یعنی وہ مثیل انبیاء ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ اولیاء سچ مچ بنی نہیں ہیں"۔

لہٰذا یہ بات بطور دلیل معکوس خود بخود ثابت ہو گئی۔ کہ وہ فرد جس کے بنی ہونے کا اور اولیاء اللہ سے پہلے ذکر ہے۔ وہ سچ مچ نبی ہے۔ اسکی مثال ایسے ہی ہے۔ جیسے ہم یوں کہیں۔ کہ

احمدؐ بادشاہ ہے۔ اور محمود بادشاہ کی مانند ہے۔ پر وہ سچ مچ بادشاہ نہیں۔

تو سننے والا فوراً سمجھ لے گا۔ کہ احمد سچ مچ یا فی الحقیقت بادشاہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح مواہب الرحمٰن کی عبارت ہے۔ چنانچہ اگر ہم اسی عبارت کو اپنے لفظوں میں رکھیں۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ:۔

"مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ اور دوسرے اولیاء مثیل انبیاء ہیں۔ پر وہ فی الحقیقت نبی نہیں"۔

کیا کوئی عقلمند ہے۔ جو اس فقرہ کو سُنکر یہ کہے۔ کہ مسیح موعود بھی بنی نہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ ہر عاقل بالغ اس کا منشاء یہی بیان کرے گا۔ کہ مسیح موعود در حقیقت نبی اللہ ہے۔ اور دوسرے اولیاء مثیل انبیاء ہیں۔ وبس۔

خلاصہ بحث

تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ:۔

فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ کا جملہ اس امت میں ایک بنی اور ہزارہا مثیل انبیاء ہونے کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہ نبوت کی نفی کے لئے۔ جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کہ متکلم اپنا دعوےٰ بیان کر کے آخر میں دلیل دیتا ہے۔ اسی طرح یہاں پہلے دو دعوے بیان کئے ہیں۔

(پہلا دعویٰ) اس امت میں سے ایک بنی اللہ کا ظاہر ہونا اور (دوسرا دعویٰ) ہزار مثیل انبیاء کا پیدا ہونا۔

پھر یہ دلیل دی ہے۔ کہ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ اس جملہ کا تعلق دونوں دعووں کے ساتھ ہے۔ اور معانی کو سمجھنے کے لئے اگر ہم الوصیت کی عبارت کی طرح مواہب الرحمٰن کی عبارت کو پڑھیں۔ یعنی جملہ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ کو بانہ خاتم الانبیاء سے پہلے رکھ دیں۔ تو عبارت یوں ہوگی:۔

"نومن ان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ونومن بان محمداً خاتم الانبیاء لا نبي بعدہ الا الذي ربي من فیضہ واظھرہ وعدہ ولله مکالمات و مخاطبات مع اولیاءہ فی ھٰذہ الامۃ انھم لیعطون صبغۃ الانبیاء لیسوا نبیین فی الحقیقۃ"۔

اس طرح معنے بالکل صاف سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اور وسوسہ شیطانی فوراً دور ہو جاتا ہے فھو المراد۔

(الفضل ۸ جولائی ۱۹۲۰ء)

سندھ مسلم لیگ کانفرنس میں مسٹر جناح کا خطبہ صدارت

کانگرس کی ہٹ دھرمی اور ابن الوقتی

۸ اکتوبر کو کراچی میں مسلم لیگ کا اجلاس عیدگاہ کے میدان میں تعمیر شدہ پنڈال میں منعقد ہُوا۔ اسلامی ہندوستان کے اکثر اکابر موجود تھے۔ مسٹر جناح نے نہایت مؤثر اور مدلل خطبہ صدارت پڑھا:

آپ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے اپیل کی کہ مسلمان متحد اور متفق ہو کر مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اور ہم آہنگی کے ساتھ کام کریں۔

مسٹر جناح نے اپنے ایڈریس کے آغاز میں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا۔ کہ لیگ ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کی ترقی کے لئے ہر ممکن حصہ ادا کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہماری پالیسی اور پروگرام کسی طرح رجعت پسندانہ نہیں۔ برعکس اس کے ہماری پالیسی اور پروگرام ترقی پسند اور قوم پرورانہ ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ کانگرسی اخبارات میں لیگ کی پالیسی اور پروگرام کو غلط صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور سچائی کو دبا کر جھوٹ کی تشہیر کر کے لیگ کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں پر کانگرس کے ڈورے

اس کے بعد مسٹر جناح نے کانگرس کے پروگرام کے بعض پہلوؤں پر جہاں تک ان کا مسلمانوں کے ساتھ تعلق ہے۔ روشنی ڈالی۔ اور کہا۔ کہ ہندوستان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے۔ کہ جب سے کانگرس نے چھ صوبوں میں اکثریت حاصل کی ہے۔ کانگرس ہائی کمانڈ نے لیگ کی طرف نہایت سخت گیر اور وحشیانہ اور مضرت رساں رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ جب کانگرس نے عہدے قبول کرنے اور دستور اساسی کو چلانے کا فیصلہ کیا۔ اور ہم نے اپنے الیکشن سے پہلے اور الیکشن کے بعد کے اعلانوں کے مطابق تعاون کا ہاتھ بڑھایا تو ہم سے پہلا مطالبہ یہ کیا گیا۔ کہ لیگ کو ختم کر دیا جائے۔ ہمیں کہا گیا۔ کہ لیگ متوسط طبقہ کے چند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افراد کے سوا کسی کی نمائندہ نہیں۔ علاوہ ازیں فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہمارے ساتھ ایک زیردستول کا سا سلوک کیا جائے۔ چنانچہ کانگرس نے مختلف لیجسلیچروں میں لیگ گروپوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ ان صوبوں کی وزارتوں میں لیگ کے نمائندہ کو اس وقت تک لینے سے انکار کر دیا گیا۔ جب تک کہ وہ کانگرس کے پروگرام اور پالیسی پر غیر مشروط پر دستخط نہ کر دے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کانگرس کا پروگرام آل انڈیا مسلم لیگ کے پروگرام سے زیادہ خراب اور زیادہ فرقہ وار ہے۔ ہاں اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ہم مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کے معقول اور مؤثر تحفظ کے حامی ہیں۔ اور ہم ستیہ گرہ اور عدم تشدد کے جھوٹے منشور عمل کے ساتھ جس کا احترام کرنے کے بجائے اسے توڑ دینا زیادہ مناسب ہے اتفاق نہیں رکھتے۔ ہمیں کہا گیا۔ کہ ہم اپنی پارٹی کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے پروگرام اور پالیسی کو خیر باد کہہ دیں۔ حالانکہ ہمارا پروگرام زیادہ ایماندارانہ سیدھا اور عملی ہے۔

بندے ماترم کا قضیہ

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کانگرس کی بہت سی ایسی کارروائیاں پیش کیں۔ جن پر مسلمانوں کو اعتراض ہے۔ سب سے پہلے آپ نے مجلس آئین ساز میں بندے ماترم کا گیت گائے جانے کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ گیت نہ صرف مشرکانہ ہے۔ بلکہ اسے ایک ایسے گیت سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانا تھا۔ اب کانگرسی حکومتیں سکولوں کے منتظمین کو مجبور کر رہی ہیں۔ کہ وہ سکولوں کے اجتماعوں میں بندے ماترم گائیں۔ حالانکہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ قومی گیت نہیں ہے۔ کانگرس نے دوسروں کے جذبات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت جارحانہ طریقہ سے گورنمنٹ اور پبلک اداروں پر سہ رنگ جھنڈا لہرایا ہے۔ حالانکہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ قومی جھنڈا نہیں ہے

مسلم ماس کنٹکٹ

مسلم عوام کے ساتھ رابطہ کی تحریک نہ صرف احمقانہ ہے۔ بلکہ خطرناک بھی ہے۔ لیکن کانگرس کے بعض دانشمندوں کا خیال ہے۔ کہ اس طریقہ سے کمیونل ایوارڈ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور مجالس آئین ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی کی طاقت ضائع ہو جائے گی۔ اور ہر ایک مسلمان کو کانگرس کا ممبر بننے پر مجبور کیا جا سکے گا۔

ودیا مندر اسکیم

کانگرس صوبجات کے تعلیمی سسٹم میں انتہائی تبدیلیاں کر رہی ہے۔ اور تعلیم کے محکمہ جات کو واردھا سکیم کے مطابق جسے ودیا مندر کا نام دیا گیا ہے۔ چلانے کی کوشش کر رہی ہے۔

ہندی کی ترویج

ہندوستانی کے پردے میں ہندی کو جس میں سنسکرت کے الفاظ نہایت افراط کے ساتھ شامل ہیں۔ بطور قومی زبان کے جبری طور پر رائج کیا جا رہا ہے۔ اردو کو جو مسلمانوں کی اکثریت کی زبان ہے۔ دبانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جا رہا ہے۔ اور اس طریقہ سے مسلمانوں کے تمدن اور یک جہتی کو مہلک ضرب لگائی جا رہی ہے۔ ہر ایک اسامی کانگرس کے لئے یا ان مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے۔ جو لیگ سے غداری کرنے یا اسے گالیاں دینے کے لئے تیار ہیں۔

مسلمانوں پر تشدد

سول لبرٹیز کی نئی تعریف وضع کی گئی ہے۔ ”دائمی قوانین کی عدم موجودگی میں غیر آئینی اور رجعت پسندانہ قوانین مثلاً کرمینل لاء امینڈمینٹ ایکٹ اور دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کو نہایت شدت کے ساتھ ان لوگوں کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو کانگرسی وزارتوں کے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں۔ یا ان کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے ممبروں کے خلاف تو اسے نہایت شدت کے ساتھ استعمال کیا جا رہا ہے۔

مسلم اخباروں کی ضمانتیں

ایسے بل پیش کئے گئے ہیں۔ اور ایسے قوانین بنائے گئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے مفاد کے سخت منافی ہیں۔ مثال کے طور پر ووٹنگ کے فرنچائز سسٹم اور میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں اقلیتوں کی نمائندگی میں ترمیم وغیرہ مسلم اخبارات کو سزا کا خوف دے کر دہشت زدہ کیا جا رہا ہے۔ اور بعض اردو اخبارات کی ضمانتیں ضبط کر لی گئی ہیں۔

کیا یہی قومی پروگرام ہے۔ جس نے ہندوستان کو آزادی دلانی ہے؟ اگر کانگرس کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ پر مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا۔ تو میں اس تصور سے کانپ اٹھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی۔

بہار۔ یو۔ پی اور سی۔ پی میں مظالم

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے بہار۔ یو۔ پی اور سی۔ پی میں مسلمانوں پر سختیوں اور مظالم کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے۔ کہ اوسط درجے کا کانگرسی اپنے آپ کو اس ملک کا حکمران سمجھتا ہے۔ اگرچہ اسکی تعلیمی قابلیت۔ تربیت تمدن اور روایات برطانوی حکام کے کہیں نزدیک بھی نہ پہنچی ہوں۔ لیکن وہ مسلمانوں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ برا سلوک کرتا ہے۔ جتنا کہ برطانوی مستبد ہندوستانیوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

مسلمانوں سے ناروا سلوک

ایک سرکردہ شخص کے یہ الفاظ کہ گورنروں نے ابھی اپنے خاص اختیارات پر عمل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ جائز اور منصفانہ سلوک نہیں ہو رہا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ گورنر جنرل اور گورنر اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

برعکس اس کے ہمیں بتایا جاتا ہے۔ کہ کانگرس اور برطانوی گورنمنٹ کے درمیان شریفانہ اور خفیہ معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور اس معاہدہ کے نتیجہ کے طور پر یہ یقین دلایا گیا تھا۔ کہ گورنر جنرل اپنے خاص اختیارات کا استعمال نہیں کریں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کانگرسی وزارتوں کی رسی بہت دراز کر دی گئی ہے۔ اور وہ وزارتیں کسی کی پروا نہیں کرتیں۔

بنگال آسام اور پنجاب

مسٹر جناح نے بنگال آسام اور پنجاب میں مداخلت کرنے پر کانگرس ہائی کمانڈ کو سخت مطعون کرتے ہوئے کہا۔ کہ کانگرس کی ان سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ مختلف مقامات پر خطرناک فسادات اور تصادم ہو چکے ہیں۔ جن کا ہندوستان کی بہبود اور ترقی پر بہت برا اثر پڑے گا۔

کانگرس کی ہٹ دھرمی اور ابن الوقتی

کانگرس ہائی کمانڈ کے سامنے صرف ایک خیال ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمانوں میں تقسیم پیدا کی جائے۔ اور مسلم لیگ کی یک جہتی کو ختم کیا جائے۔ ان کے سامنے کوئی اصول یا معیار نہیں ہے۔ ان کی پالیسی ہٹ دھرمی اور ابن الوقتی پر مبنی ہے۔ بدقسمتی سے انہیں ہندوؤں کی بھاری اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔ اور کانگرس ان سے پورا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے۔

مسلمانوں کو اتحاد کی تلقین

مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ دوسروں کو الزام دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر مسلمانوں کو اپنے قومی منتہائے مقصود کے حصول میں شکست ہوگی۔ تو صرف مسلمانوں کی غداری سے جیسا کہ پیچھے ہوتا رہا ہے۔ غداروں کے لئے مجھے کچھ نہیں کہنا۔ لیکن میں ان مسلمانوں سے جو اپنی جماعت کے لئے کچھ محسوس کرتے ہیں۔ اور ان مسلمانوں سے جو گمراہ اور لاپروا ہیں۔ اپیل کروں گا۔ کہ وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آئیں۔ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر کام کریں۔ اور ہم آہنگی کے ساتھ آپس میں متحد ہو کر..... کام کریں۔

ہندوستان کا سب سے بڑا دشمن

میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں ہندوؤں کے ساتھ نہیں لڑ رہا۔ اور نہ میرا ہندوؤں کے ساتھ کوئی جھگڑا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں میں میرے کئی ذاتی دوست ہیں۔ میرے خیال میں کانگرس ہائی کمانڈ ہندوستان کی ترقی اور ہندوؤں کے مفاد کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ ہندوؤں کی اکثریت پر ابھی تک کانگرس کے شر انگیز پراپیگنڈا کا اثر ہے۔

فلسطین کے عرب

فلسطین کے عربوں کے خلاف تشدد کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا۔ کہ تمام مسلم دنیا فلسطین میں برطانوی گورنمنٹ کی کارروائیوں کا مطالعہ کر رہی ہے۔ ہم قاہرہ کانگرس کے فیصلوں کا انتظار کریں گے۔ آل انڈیا مسلم لیگ فلسطین کے عربوں کے مفاد کی حمایت کرتی ہے۔ اسلئے اس سے جو کچھ ہو سکے گا۔ کرے گی۔ مجھے خوشی ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے دہلی میں اس مطلب کا ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ مشرق بعید میں اس وقت کوئی امن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ برطانیہ فلسطین کے عربوں کے ساتھ ایماندارانہ اور منصفانہ سلوک کرتا ہے۔

عالمگیر جنگ

اخیر میں آپ نے برطانیہ اور کانگرس ہائی کمانڈ سے درخواست کی۔ کہ وہ ان واقعات کا مطالعہ کریں۔ اور انہیں سمجھنے کی کوشش کریں۔ جن کی وجہ سے عالمگیر جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا تمام جھگڑے کی وجہ یہ تھی۔ کہ سوڈیٹن جرمنوں کو دبایا جا رہا تھا۔ ان کے ساتھ بدسلوکی کی جا رہی تھی۔ اور گذشتہ بیس سال سے ان کے مطالبات اور حقوق کی طرف سخت لاپرواہی برتی جا رہی تھی۔ اس تمام صورت حالات کا ناگزیر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چیکوسلواکیہ کا نیا نقشہ بنانا پڑے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان غیر محفوظ نہیں ہیں

جس طرح سوڈٹین جرمن غیر محفوظ نہیں تھے۔ اور بیس سال تک سختیوں اور مظالم کے باوجود زندہ رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی غیر محفوظ نہیں ہیں۔ اور اس وسیع براعظم میں اپنی قومی ہستی اور خواہشات کو مرنے نہیں دیں گے۔ میں برطانوی گورنمنٹ سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ فلسطین۔ وزیرستان۔ ہندوستان کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کی طرف اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ مسلمانوں سے میں اتنا کہوں گا۔ کہ وہ آگے بڑھ کر ہندوستان بھر میں مسلمانوں کو منظم کریں۔ اور اگر دلائل ناکام ہو جائیں۔ تو آخری چارہ کار کے طور پر بھی اپنی طاقت اور قوت پر انحصار رکھنا چاہیئے۔ میں مایوس نہیں اور میں زندگی اور موت کی زبردست جدوجہد میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اسی کے ساتھ ہندوستان کے ۹ کروڑ مسلمانوں کی قسمت وابستہ ہے۔

دنیا میں مسلمانوں کی آبادی

آپ کو معلوم ہے۔ کہ آپ کے ہم مذہب کہاں کہاں اور کس تعداد میں آباد ہیں۔ سنیئے۔ ہم آپ کو مشہور معاند اسلام پادری زویمر کے سہ ماہی رسالہ "مسلم ورلڈ" کی زبان سے گنواتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ایشیا کے ہر حصہ میں بجز کوریا اور شاید سیام کے کم و بیش اچھی خاصی اسلامی آبادی موجود ہے۔ اور مغربی اور وسطی ایشیا تو کہنا چاہیئے۔ کہ ساری کی ساری مسلمان ہی ہے۔ جزیرہ فلپائن میں مسلمان تقریباً ۵۰ لاکھ آباد ہیں۔ ڈچ جزائر مشرق (جاوا سماٹرا وغیرہ) میں ۵ کروڑ اسلامی آبادی ہے۔ چین میں اسلامی آبادی ۱ کروڑ ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی مردم شماری ۸ کروڑ ہے۔ ایشیا تو اسلام کا وطن ہی تھا۔ باقی افریقہ بھی بڑی حد تک اسلام ہی کا حلقہ بگوش ہے۔ چنانچہ ساحل شمال اور زنجبار تک ساحل مشرق تو تمام تر اور جنوبی افریقہ اور ساحل مغرب کے بیشتر علاقے مسلمان ہی ہیں گویا کل افریقی آبادی کا ایک ثلث مسلمان ہے۔ اور تعداد کوئی پانچ کروڑ ہوگی۔ خیال ہوتا ہوگا۔ کہ یورپ اور امریکہ میں مسلمان کہاں؟ لیکن یہ خیال بھی باطل ہے۔ لندن۔ پیرس اور برلن میں مسلمانوں کی بڑی تعداد کے قطع نظر یورپ کے جنوب مشرق ہی کے علاقہ میں کوئی ۳۵ لاکھ سے اوپر مسلمان موجود ہوں گے۔ اور جنوبی امریکہ میں (برازیل ٹرینیڈاڈ وغیرہ) میں کچھ نہیں۔ تو ۲ لاکھ تو مزدور مسلمان ہوں گے۔ اور شمالی امریکہ اور میکسیکو میں ۲۵ ہزار مسلمان تو مزدور نو آباد ہو چکے ہیں۔ اور صرف آباد ہی نہیں۔ بلکہ جا بجا ان کی مسجدیں قائم ہیں۔ اور شکاگو۔ نیویارک وغیرہ سے ان کے رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ کل میزان اس طرح ۲۵ کروڑ تک جا پہنچتی ہے۔ گویا کل انسانی آبادی کا ۱/۸ حصہ اور یہ تعداد رک نہیں گئی ہے۔ بلکہ برابر بڑھ رہی ہے۔" (رسالہ مذکور صفحہ ۲۱۹ بابت جولائی ۱۹۳۸ء)

وہابیوں کی طرف سے تمام حنفی دیوبندی بریلوی دوزخی ہیں

اخبار تنظیم اہلحدیث جو مولوی ثناء اللہ وہابی ایڈیٹر اخبار اہلحدیث کا مد مقابل ہے۔ اپنی ۷ اکتوبر کی اشاعت میں ایک فتویٰ حنفیوں کے متعلق شائع کرتا ہے۔ جس کا ضروری حصہ ناظرین فاروق کی تفنن طبع کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اہل بدعت فرقہ غالیہ جن میں ایک شخص بھی قرآن و حدیث کا تعلیم یافتہ نہیں۔ سب عامی جاہل سے بھی بدتر ہیں۔ اور ابد مغرور ہیں۔ اپنے آپ کو بڑے عالم اہلسنت والجماعت حنفی المذہب کہلاتے ہیں۔ خواہ کنجروں کے گھر پیدا ہو۔ یا بھنڈوں کے گھر۔ نقلیوں کے گھر پیدا ہو۔ یا مداریوں کے گھر۔ بھنگ نوش فقیروں کے گھر پیدا ہو۔ یا گانے بجانے والے مراثیوں کے گھر۔ حنفی مذہب میں اضافہ سمجھا جاتا ہے۔ بریلوی مذہب کا ہو۔ تب بھی حنفی۔ اور دیوبندی ہو۔ تب بھی حنفی۔ اہل حدیث تو بے نماز کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے ہاں فرقہ مرجیہ کی طرح زبانی کلمہ گو سب مومن مثل انبیاء اور ملائکہ کے ہیں۔ خواہ ساری عمر نماز روزہ سے الگ رہیں حج نہ کریں۔ زکوٰۃ نہ دیں۔ ایمان میں کمی نہیں آتی ہاں ان کے نزدیک ایک چیز جزو ایمان ہے کہ اہلحدیث جماعت کو وہابی۔ لامذہب۔ غیر مقلد وغیرہ نام رکھ کر گالیاں نکالے۔ اور قبروں کو اور زندہ پیروں کو پوجے۔ مونچھیں بڑھا کر یہودی بنے۔ ڈاڑھی منڈا کر مجوسی ہو۔ رات دن راگ رنگ شغل میں رہے۔ اور وجد و رقص کرے۔ تو وہ پکا سچا حنفی رضائی ہے۔ ایک طفل نو زائیدہ جو آج کل کی تعلیم سے متاثر ہو کر اپنے والدین کو گالیاں نکالے۔ تو وہ اہل سنت کا نام حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ وہ حنفی بریلوی باپ کا لڑکا ہے۔ چونکہ اس طرح ہر نابکار بدکار کا حنفی کا حنفی کہلانا اور حنفی کہلانے کو ہی امر شرعی سمجھنا بدعت ہے۔ لہٰذا یہ فرقہ غالیہ پکا بدعتی ہے۔ جناب نبی صلعم اور صحابہ کرام کے عہد میں اس نام کے لوگوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اور نہ ان کا یہ طرز عمل تھا۔

حنفی مذہب کا بدعت ہونا اور خیر القرون کے بعد اس کا رائج ہونا ثابت ہو گیا۔ چونکہ بدعتی سب دوزخی ہیں۔ لہٰذا سب حنفی دوزخی ثابت ہوئے۔ خواہ دیوبندی ہوں۔ یا بریلوی جو بھی تقلید کی مرض میں مبتلا ہے۔ وہ دوزخی ہے۔ کیونکہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

کشف الغمہ مصری صلا میں ہے۔ "جس مقلد نے اپنے امام کے قول و مذہب کی خصوصیت کا دعویٰ کیا۔ تو وہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا۔"

حکومت برطانیہ کے متعلق مہاراجہ بیکانیر کی کھری کھری باتیں

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بیکانیر نے ۱۷ اکتوبر گذشتہ کو اپنی ۵۹ ویں سالگرہ کے موقعہ پر جو تقریر فرمائی۔ اس کے بعض حصے ایسے اہم اور قابل غور ہیں کہ انہیں برطانوی مدبرین اور ہندوستان کے انگریزی حکام کو گوش ہوش سے سننا چاہیئے۔ اور ان واقعات کے جواز یا عدم جواز پر غور کرنا چاہیئے۔ جن کے نتائج میں وہ اثرات مہاراجہ صاحب کے دل میں پیدا ہوئے۔ جن کی حامل یہ تقریر ہے۔

اگرچہ اس تقریر کے مخاطب وہ کانگرسی ہیں۔ جنہوں نے حال ہی میں مہاراجہ صاحب کے اس اقدام پر اعتراض کیا تھا۔ کہ انہوں نے ہز ایکسلنسی حضور وائسرائے کو اپنی اور اپنی ریاست کی غیر مشروط وفاداری کا یقین دلانے کے لئے ایک پیغام ارسال کیا۔ اور قرار دیا تھا کہ مہاراجہ بیکانیر کا یہ اقدام ملک کے ساتھ غداری اور حریت وطن کے جذبات سے بیگانگی کے مترادف ہے۔ اور مہاراجہ صاحب نے انہی لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اپنے اس اقدام کو حق بجانب ثابت کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ بعض ایسی باتیں بھی کہہ گئے ہیں۔ جنہیں انگریزی حکومت کے طریق کار اور خصوصاً ہندوستان کے بعض یورپین حکام کے رویہ پر ایک آزادانہ تبصرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ مہاراجہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"جنگ عظیم کے سارے زمانے میں ہندوستان نے انگریزی تاج اور سلطنت کی جو عظیم اور وفادارانہ خدمات سرانجام دیں۔ انہیں کوئی فراموش نہیں کر سکتا..... جنگ کے نہایت نازک مواقع پر ہمارے ہندوستانی سپاہیوں نے جس جرأت اور قربانی کا ثبوت دیا۔ اور نہایت فراخ دلی کے ساتھ جان و مال سے جو خدمت کی۔ وہ تاریخ کے اہم واقعات ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔ کہ جنگ عظیم کے خاتمہ پر ہندوستان کو بھی اپنی بعض واجب اور جائز امیدوں اور مطالبات کے پورا ہونے کی توقع تھی۔ اور میں اس بات سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ کہ جو کچھ بعد میں ہوا۔ وہ ہندوستان کے لئے انتہائی مایوس کن تھا۔"

"یہ درست ہے۔ کہ کانسٹی ٹیوشنل اصلاحات اور بعض دیگر اہم معاملات میں انگریزی حکومت کی طرف سے ہندوستان کی خدمات اور قربانیوں کا اعتراف اس کے حق سے بہت کم ہوا۔"

"بدقسمتی سے دونوں طرف سے فاش غلطیاں سرزد ہوئیں۔ بعض انگریزی افسروں کے ہاتھوں ایک طرف سے اور بعض ہندوستانی سیاسی لیڈروں کے ہاتھوں دوسری طرف سے۔ مثلاً رولٹ ایکٹ اور "نان کو اوپریشن" کی تحریک۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج حالات ان سے بالکل مختلف ہیں۔ جو برطانیہ کے تمام سچے دوست اور ہندوستان کے سچے فرزند دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔"

"لیکن جس کسی کی بھی غلطی ہو۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے اصلاحات کی توسیع کے جو طریق اختیار کئے۔ اور بعض اور اہم امور کے متعلق ان کی جو پالیسی رہی۔ وہ انگریزی رعایا کے جذبات کو تسکین دینے میں ناکام رہی ہے۔ ہم ہندوستانی ریاستوں والے نہ صرف یہ کہ ان واقعات کا انکار نہیں کرتے۔ یا انہیں فراموش نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں تسلیم کرتے اور اس حالت پر افسوس کرتے ہیں۔"

"خود ہندوستانی ریاستوں کو بھی حکومت برطانیہ اور حکومت ہند کے بعض رجعت پسند افسروں کے غیر ہمدردانہ رویہ اور رجعت پسندانہ رجحان کے خلاف شکایت کرنا پڑی ہے۔ اور ریاستوں کو بھی بعض معاملات میں عدم اطمینانی کی شکایت ہے۔"

"سرکاری طبقے کی غلطیاں۔ عدم احساس جذبات کا وہ رویہ جو گورنمنٹ آف انڈیا اور برٹش گورنمنٹ نے اختیار کر رکھا ہے۔ ہندوستانی ریاستوں اور انگریزی رعایا کے جائز مطالبات کو قبول کرنے کے کئی زریں مواقع ہاتھ سے گنوانا اور اپنے حقیقی اور مخلص دوستوں کو فراموش کر دینے کا رجحان وغیرہ وغیرہ" - یہ خیالات نہایت اہم ہیں - اور از بسکہ ان کا اظہار ایک ایسے شخص کی طرف سے ہوا ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی پولیٹیکل ایجی ٹیٹر نہیں کہا جا سکتا - اس لئے حکومت برطانیہ اور حکومت ہند دونوں کے لئے یہ ضروری ہے - کہ وہ ان پر سنجیدگی سے غور کریں۔ (رہ جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

رپورٹ تبلیغ بیرون ہند شعبہ تحریک جدید

چودھری محمد اسحاق صاحب مجاہد تحریک جدید ہانگ کانگ (علاقہ چین) سے اپنی چٹھی مورخہ ۲۸ 9/38 میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے تین معزز اشخاص کو تبلیغی ٹریکٹ ارسال کئے تھے۔ جن کے جواب میں ان تین اصحاب کی طرف سے مندرجہ ذیل خطوط مجاہد صاحب موصوف کو موصول ہوئے ہیں۔ جو ناظرین فاروق کی اطلاع کے لئے نقل کئے جاتے ہیں:۔

خط نمبر ۱

مکرمی اسحاق صاحب۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ٹریکٹ اور خط ارسال کیا۔ میں نے آپ کے مرسلہ ٹریکٹ بہت دلچسپی سے پڑھے ہیں۔ اگر آپ مجھے کچھ اور لٹریچر بھیجیں گے۔ تو میں بہت خوشی سے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو واپس بھیج دوں گا۔ شکریہ اور دعا۔

نیازمند ڈاکٹر ایم۔ آر

خط نمبر ۲

مکرمی اسحاق صاحب

Peace be unto you

آپ کا مشفقانہ خط نیز رسالے اسلام کا مزید مطالعہ کرنے کے لئے ملے۔ جن کا بہت بہت شکریہ ہے۔ میں عنقریب آپکی ملاقات کے لئے آؤں گا۔ نیازمند:۔ ڈی۔ او۔ سیلوا

In the Service of Islam.

خط نمبر ۳

مکرمی۔ آپ نے بہت شفقت فرمائی۔ کہ مجھے اپنا فوٹو اور "احمدیت" کا ایک نسخہ ارسال فرمایا۔ دیر سے جواب بھیجنے سے آپ یہ خیال نہ فرماویں۔ کہ میں ناشکرگذار ہوں۔ کیونکہ میں جواب لکھنے سے پیشتر کتاب کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا۔ آپ کی کتاب بہت ہی دلچسپ ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں۔ کہ آپ نے مجھے تحفتاً بھیجی۔ بعد مطالعہ میں یہ سمجھا ہوں۔ کہ اسلامی فلاسفی جس طریق پر احمدیہ جماعت پیش کرتی ہے۔ عیسائیت سے بہت بلند ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آگئی ہے۔ کہ اسلام تمام اقوام کے لئے پیغام ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ پہلے کی نسبت آئندہ اسلام کی تعلیم زیادہ لوگوں کی سمجھ میں آوے۔ اور آئندہ اسکی پیروی کرنے والے گذشتہ سے زیادہ ہوں۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ

نیازمند Taiyat

زکوٰۃ کے روپیہ کی تقسیم کے متعلق اعلان

صدقات میں سب سے اعلیٰ درجہ فریضہ زکوٰۃ کو اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ اس کا انکار کرنے والا ایماندار نہیں کہلا سکتا۔ اور اس میں سستی کرنے والا بہت بڑا گنہگار شمار ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں انکار کرنے والا تو ایک بھی نہیں۔ مگر سستی دکھلانے والے یا بطور خود اپنے غریب رشتہ داروں میں خرچ کر دینے والے بہت نظر آتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس مد میں کافی روپیہ جمع نہ ہونے کی وجہ سے مستحقین امداد کو محروم رکھنا پڑتا ہے۔

لہذا بذریعہ اعلان ہذا جماعت احمدیہ کے اصحاب نصاب کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ بطور خود رشتہ داروں میں زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم کرنے سے پہلے سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور درخواست کیا کریں۔ کہ اس کل رقم میں سے اس قدر رقم ہمارے فلاں فلاں رشتہ دار کو دینے کی اجازت دی جائے امید ہے۔ کہ احباب اس طرف خاص توجہ فرما کر زکوٰۃ فنڈ کو مضبوط کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ تمام مسائل زکوٰۃ کو ایک رسالہ کی صورت میں گذشتہ سال طبع کرایا گیا تھا۔ اگر کسی جماعت کو مقامی اصحاب نصاب میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہو۔ تو حسب معمول درخواست آنے پر رسالہ بھیج دیا جائے گا۔ (ناظر بیت المال)

سکرٹریان مال کے متعلق ضروری اعلان

سرکلر چٹھی کے ذریعہ مقامی جماعتوں کے سکرٹریان مال سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ وہ ایسے تمام احباب کے نام و پتہ سے مطلع فرمائیں۔ جن کا ڈاکخانہ یا بنک میں امانتوں کا حساب ہے۔ اور ایسی فہرستوں میں یہ بھی تشریح کر دی جائے۔ کہ ان کو سود سے کسقدر آمدنی ہوتی ہے۔

ممکن ہے۔ بعض جماعتوں میں ایسے دوست کوئی نہ ہوں۔ جن کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تاہم وہ بھی مرکز کو اطلاع دے دیں اور یہ خیال نہ کر لیا جائے۔ کہ جب کوئی ایسا دوست موجود نہیں۔ تو اطلاع دینے کا کیا فائدہ۔ دفتر ہذا میں اطلاع دینی بہر حال ضروری ہے۔ (ناظر بیت المال)

زمیندار احباب کی اطلاع کیلئے

اگرچہ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء میں تفصیلی طور پر فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ کہ زمیندارہ آمدنی میں سے کون سے اخراجات وضع کر کے چندہ ادا کیا جانا چاہیئے۔ تاہم بعض احباب ابھی تک دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایسے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ:۔

مندرجہ ذیل اخراجات آمد سے وضع کرنے کے بعد جو باقی بچے۔ اس پر چندہ ادا کرنا واجب ہے۔

۱۔ گورنمنٹ ڈیپوز۔ مالیہ یا لوکل ریٹ جو گورنمنٹ کے حکم یا منظوری سے عائد کئے گئے ہوں۔

۲۔ اخراجات معاونین مثلاً۔ لوہار۔ ترکھان مزدور وغیرہ۔ اس کے علاوہ اور کوئی خرچ منہا نہیں ہوگا۔ قیمت مویشی بیل وغیرہ و بیج جو ڈالا جائے۔ مستثنیٰ نہیں ہوں گے۔

(ناظر بیت المال)

نہایت ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اپنے قلم کا جو ارشاد بعنوان "من انصاری الی اللہ" جلی قلم سے نکل رہا ہے۔ یہ ہر جماعت میں جمعہ کے دن سنایا جائے۔ اور ایک ایک دو دو دن کے وقفہ سے ایسی نماز کے بعد جس میں زیادہ سے زیادہ نمازی جمع ہوں۔ سنایا جایا کرے۔ تاکہ دوست اپنے فرض سے واقف ہو کر اپنے وعدے کی رقم جلد ادا کر کے ثواب حاصل کریں۔ (فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

دارالامان کی خبریں

(۱) ایام زیر اشاعت میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سندھ سے کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں سے بمبئی میں رونق افروز ہیں۔ اور خدا کے فضل سے صحت اچھی ہے۔ الحمد للہ

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو نزلہ سے سردرد اور ضعف ہے۔ حرارت بھی ہو جاتی ہے۔ احباب دعائے صحت فرماویں۔

(۳) خانصاحب مولوی فرزند علی ناظر بیت المال ابھی ناصر آباد اسٹیٹ علاقہ سندھ میں تشریف رکھتے ہیں۔

دامنِ محمود کو ہو گا پریشاں چھوڑ کر

جا رہا ہے تُو کہاں حضرت کا داماں چھوڑ کر
دیکھ پچھتائے گا آخر ان کو ناداں چھوڑ کر
تجھ سے پہلوں کو ملا کیا جو تجھے مل جائیگا
ہوش میں آ۔ دامنِ غفلت مری جاں چھوڑ کر
منزلِ مقصود پر تیرا پہنچنا ہے محال
راستی کو چھوڑ کر اور دین و ایماں چھوڑ کر
چین دنیا میں ملے گا اور نہ عقبیٰ میں سکوں
دامنِ محمود کو ہو گا پریشاں چھوڑ کر
مان لے اسکی خلافت کو اسی میں ہی نجات
اس فریب و مکر کو مردِ مسلماں چھوڑ کر
تیری دانائی اسی میں ہے کہ اسکا ہو رہے
سخت نادانی ہے جانا اسکو ناداں چھوڑ کر
چھوڑنا اسکو ہے جس کے واسطے آیا یہاں
کوئی ایراں چھوڑ کر کوئی بدخشاں چھوڑ کر
جب سُنا ہے قادیاں میں ایک مردِ با خدا
حضرت کامل چلے دِلّی کی گلیاں چھوڑ کر

(محمد عبد اللہ کامل دہلوی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

گوجرانوالہ۔ ۱۲ر اکتوبر۔ گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ایسوسی ایشن کی کانفرنس نے ایک ریزولیوشن کے ذریعہ پنجاب گورنمنٹ سے مطالبہ کیا۔ کہ ضلع گوجرانوالہ کے براہمنوں کو جو زمانہ قدیم سے زمینوں کے مالک چلے آتے ہیں۔ زراعت پیشہ قرار دیا جائے۔ اور ان پر فوجی بھرتی کے دروازے کھول دیئے جائیں۔

لاہور ۱۰ر اکتوبر۔ آج ۳۷ گداگروں کو جن میں ۱۲ عورتیں اور لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ عدالت میں پیش کرنے کے لئے ضلع کچہری لایا گیا۔ عورتیں اور بچے دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ شور مچ رہا تھا۔ بہت سے تماشائی ضلع کچہری میں جمع ہو گئے۔ اس سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ ان گداگروں میں زیادہ تر لولے لنگڑے۔ اپاہج یا اندھے تھے۔ انہیں ویگرنسی ایکٹ کی دفعہ ۱۵ کے ماتحت گرفتار کیا گیا تھا۔ عدالت نے ان تمام گداگروں کو تنبیہ دے کر رہا کرنے کا حکم دیا۔ تنبیہ اس مطلب کی دی گئی ہے۔ کہ وہ ٹانگوں یا موٹروں کے پیچھے بھاگ کر بھیک نہ مانگیں۔

ہٹلر کا منہ کھل گیا

ہٹلر نے پہلے رائن لینڈ پر قبضہ کیا۔ پھر آسٹریا پر قبضہ کیا۔ زیکوسلواکیہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اب السیس لورین (فرانس کا وہ حصہ جس پر جرمنوں نے ۱۸۷۰ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ اور جسے ۱۹۱۹ء میں فرانس کو واپس دلا دیا گیا تھا) فلینڈرس اور افریقہ کی نوآبادیوں کا جرمنوں کی طرف سے مطالبہ کیا جانے لگا ہے۔ زیکوسلواکیہ کے سوڈیٹن حصہ پر ہٹلر قناعت نہیں کر سکتا۔ وہ افریقہ اور ایشیا میں ہاتھ پاؤں پھیلانے کی سعی کرے گا۔ اور یہ سعی شروع ہو گئی ہے۔ انقلاب زمانہ کا کرشمہ ہے۔ ایک گولی چلائے بغیر ہٹلر نے محض دھونس جما کر نصف یورپ پر قبضہ کر لیا ہے۔

لاہور۔ ۱۶ر اکتوبر۔ ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن نے ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ پنجابی اور ہندی کی پڑھائی کا انتظام صرف ان سکولوں میں ہو سکے گا۔ جن میں مڈل کی حالت میں ۳۲ طلباء اور ہائی سکول کی حالت میں ۴۸ طلباء ان زبانوں کی پڑھائی کے خواہاں ہوں۔ اور عربی اور سنسکرت کا انتظام ۱۵ طلباء ہونے پر کر دیا جائے گا۔

پونہ۔ ۱۵ر اکتوبر۔ آج بمبئی اسمبلی میں اس امر کا ریزولیوشن پیش کیا گیا۔ کہ بمبئی گورنمنٹ حکومت ہند سے سفارش کرتی ہے۔ کہ صوبہ کے جملہ کالجوں میں گریجوایٹوں کی فوجی تربیت کا انتظام کرنے کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا سہولیات بہم پہنچائے۔ تاکہ ہر ایک گریجوایٹ ڈگری حاصل کرنے سے پہلے کم از کم دو سال تک تربیت حاصل کر سکے۔ اسمبلی نے متفقہ رائے ریزولیوشن پاس کر دیا۔

برلن۔ ۱۶ر اکتوبر۔ فوجیوں میں ہٹلر کے خلاف ناراضگی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ جرنیل بیک جو فوجوں کے افسر اعلیٰ ہیں۔ دوبارہ مستعفی ہو گئے ہیں۔ جنرل گوئرنگ اور ہٹلر میں کشمکش بڑھ رہی ہے۔

لنڈن۔ ۱۳ر اکتوبر۔ برطانوی گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ لارڈ چیٹفیلڈ ہندوستانی ڈیفنس کے متعلق ماہرین کی کمیٹی کے صدر مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ کمیٹی ۲۶ر اکتوبر کو ہندوستان روانہ ہو جائیگی۔ اور آئندہ سال سے پہلے اپنی رپورٹ پیش کر دے گی۔

کراچی۔ ۱۲ر اکتوبر۔ سندھ مسلم کانفرنس کا اجلاس نہایت کامیاب رہا۔ مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ سندھ اسمبلی کے مسلمان ممبروں کی بہت بڑی تعداد مسلم لیگ میں شامل ہو گئی ہے۔

لاہور۔ ۱۳ر اکتوبر۔ ڈاکٹر ستیہ پال صدر صوبہ کانگرس کمیٹی نے تمام کانگرسی کارکنوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وزرائے پنجاب کسی مقام پر جائیں۔ تو کسی قسم کا مخالفانہ مظاہرہ نہ کیا جائے۔

کشمیر۔ کشمیر میں حکومت کا تشدد بدستور ہے۔ جسکی وجہ سے بہت سے کشمیری ہجرت کر کے انگریزی علاقہ میں آ رہے ہیں۔

ملتان۔ ۱۳ر اکتوبر۔ ملتان میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ تین مسلمان عورتیں ہندو بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گئیں۔ ان کا دوکاندار سے جھگڑا ہوا۔ جس پر بزاز اور اس کے پڑوسی ہندو دوکانداروں نے عورتوں کو زدوکوب کیا۔ مسلمان اس خبر سے مشتعل ہو گئے۔ انہوں نے ایک جلوس نکالا۔ جس کا ہندوؤں سے تصادم ہو گیا۔ دوران فساد میں فریقین کے کئی آدمی زخمی ہوئے۔ ہجوم نے متعدد مکانوں کو آگ لگا دی۔ لاہور اور منٹگمری سے فائر بریگیڈ منگوائے گئے۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ کئی آدمی زخمی ہو گئے۔ حکام نے فوج طلب کر لی ہے۔ اور دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے۔

دہلی۔ ۱۳ر اکتوبر۔ آج یہاں بھی ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ شومندر ستیہ گرہ کے سلسلہ میں ہندوؤں نے ایک جلوس نکالا جس نے فتحپوری مسجد کے سامنے نماز کے وقت مظاہرہ کیا۔ اس طرح فساد ہو گیا۔ کئی آدمی زخمی ہو گئے۔ جن میں سے بعض کی حالت نازک ہے۔ دو آدمی ہسپتال میں جا کر فوت ہو گئے۔ پولیس نے امن قائم کر دیا ہے۔ لیکن اکادکا حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔

بمبئی۔ ۱۳ر اکتوبر۔ حکومت نے ایک قرارداد پاس کر کے اردو یا دیوناگری حروف میں ہندوستانی کو صوبہ کی زبان قرار دیا ہے۔

یروشلم۔ ۱۳ر اکتوبر۔ فلسطین میں حالات روز بروز بلکہ لمحہ بلمحہ نازک ہو رہے ہیں۔ عربوں نے سر جان کی بازی لگا رکھی ہے۔ چاروں طرف کشت و خون اور ہنگاموں کا بازار گرم ہے۔

لنڈن۔ ۱۳ر اکتوبر۔ فلسطین کی خبروں پر تین ماہ سے سنسر تھا۔ سنسر کے اختتام پر آج مختلف اخبارات کے نامہ نگاران خصوصی نے فلسطین کی خطرناک صورت حالات پر سے بے خبری کا پردہ اٹھایا ہے۔

— ان نامہ نگاران کا بیان ہے۔ کہ عرب مجاہدین کے ہیڈ کوارٹروں نے مختلف جنگی سرداروں کے ماتحت ملک بھر کو مختلف حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ فلسطین کے بہت سے حصوں سے برطانی حکومت کا عملاً خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور ان علاقوں سے برطانی فوجیں مایوس ہو کر واپس ہو چکی ہیں۔ بیت اللحم (ملہ) بیرشیب اور دوسرے سینکڑوں دیہات میں سول حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور تمام سرکاری عمارتوں پر مجاہدین کا قبضہ ہو چکا ہے۔

— معاہدہ میونخ کے خلاف برطانیہ کے بہت سے طبقوں میں اظہار ناراضگی کیا جا رہا ہے۔ بعض اخبارات نے سخت مضامین بھی لکھے ہیں۔ اس روش کی وجہ سے جرمنی میں برطانیہ کے غم و غصہ کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ جرمنی اخبارات کا لہجہ برطانیہ کے متعلق بالعموم بہت سخت ہے۔

— گذشتہ ہفتہ ہر ہٹلر نے ایک نئے تھیٹر کی تقریب افتتاح پر ایک پُرجوش تقریر کی۔ جسمیں کہا۔ کہ ہم اپنے داخلی معاملات میں انگریز مدبروں کی مداخلت ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ انگلستان میں کوئی ایڈن یا ڈف کوپر برسر اقتدار آیا۔ تو ہم سمجھیں گے۔ کہ انگریز جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

شنگھائی۔ ۱۳ر اکتوبر۔ جاپانی افواج اب تک ہنکاؤ فتح نہیں کر سکیں۔ جاپانیوں کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے پیکن ہنکاؤ ریلوے کو کاٹنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ مگر چینی اس کا انکار کرتے ہیں۔

پیراگ۔ ۱۳ر اکتوبر۔ سوڈیٹن علاقوں میں نازی خفیہ پولیس نے جبر و تشدد شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے جرمن سوڈیٹن علاقہ سے چیکوسلواکیہ کے علاقہ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت چیکوسلواکیہ نے ان کے داخلہ کی سخت ممانعت کر دی ہے۔

بوڈاپسٹ۔ ۱۸ر اکتوبر۔ مقامی اخبار لکھتے ہیں کہ اگر حکومت چیکوسلواکیہ نے ۲۴ گھنٹوں کے اندر حکومت ہنگری کے مطالبات منظور نہ کئے۔ تو نتائج کی ذمہ داری اسی پر ہو گی۔ وزیر اعظم ہنگری نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم اب مزید صبر سے کام نہیں لے سکتے۔ اطالیہ اور جرمنی نے فوری تصفیہ کے لئے سفارتی گفت و شنید کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ یہ دونوں ممالک ہنگری کی تائید کر رہے ہیں۔

امرت بوٹی رجسٹری شدہ سرکار ہندوستان

ہر قسم کی

تمام مردانہ کمزوریوں اور بداعتدالیوں کو دور کر کے غضب کی قوت مردانہ پیدا کر دیتی ہے علاوہ ازیں دھانت۔ جریان۔ کثرت احتلام سرعت۔ کمزوری مثانہ۔ ذیابیطس۔ کمی خون جیسی نامراد بیماریوں کو دور کر کے کامل مرد بنا دیتی ہے۔ چند ہی روز کے بعد جسم میں ایک خاص قوت محسوس ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ۵۰ گولی عہ ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش للعہ

پائیریا ماسخورہ - اگر آپ دانتوں کی یا مسوڑھوں کی کسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ تو پائیریا بکس مکمل طلب فرما دیں۔ بکس کلاں عہ بکس خورد عہ بکس کلاں دو ماہ کے لئے بکس خورد ایک ماہ کے لئے کافی ہو گا۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر احمدیہ یونان فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ (پنجاب)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)